

- سال نو کا آغاز ● مقام فقہ
- قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کا حکم ●
- سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ●
- مقام فقہ کی اساسی ضرورت ●
- آنکھ کافی نہیں ہے، نظر چاہئے ●



فقہیہ واحد اشد علی لشیطان من ألف عابد  
(المحدث)

# فقہیہ

شماره 2

فردری 2012ء

جلد نمبر 1

## مجلس ادارت

- ..... مولانا محمد رضوان عزیز
- ..... مفتی شبیر احمد خفی
- ..... مولانا محمد کلیم اللہ

انجمنی ہولڈرز ممبر لگائیں اور بدیدینے والے اپنا نام لکھیں!

بفیضان نظر  
تسبیح العرب  
والعجم  
ما رواه ابنہ حفصہ  
حفظہ اللہ  
حکیم شاہ محمد اختر

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک  
35 ڈالر ..... سالانہ  
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک  
25 ڈالر ..... سالانہ  
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر ..... سالانہ

قیمت فی شمارہ 20/- روپے  
سالانہ زر تعاون  
240/- روپے

برائے رابطہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی الہ آباد سڑک

0332-6311808

www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ



# فہرست

3 ..... سال نو کا آغاز

اداریہ

7 ..... خزان السنن

10 ..... مقام فقہ

حضرت علامہ خالد محمود مدظلہ العالی

14 ..... تجارت اور سود میں فرق

مفتی ربیع احمد

23 ..... قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کا حکم

مکتلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن حفظہ اللہ

26 ..... آنکھ کافی نہیں ہے، نظر چاہئے

حضرت مولانا محمد رضوان عزیز حفظہ اللہ

30 ..... مقام فقہ کی اساسی ضرورت

رپورٹ: مولانا محمد کلیم اللہ

35 ..... سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ

40 ..... محدث کبیر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا محمد اکمل حفظہ اللہ

45 ..... قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

مولانا محمد عبد اللہ مختصم حفظہ اللہ

51 ..... کتاب الخراج

مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ

56 ..... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی شفقت

ضبط و ترتیب: مولانا محمد عبد اللہ مری

62 ..... مجلس کے آداب

مولانا محمد ابوبکر اوکاڑوی حفظہ اللہ

## سال نو کا آغاز

اداریہ

اسے حسن اتفاق کہیے یا حسن ترتیب کہیے سال نو کا آغاز اپنے ساتھ فقہاء کی عظمت کا نیک شگون لئے طلوع ہوا ہے فقہاء کرام کی مساعی جمیلہ اگرچہ عرصہ دراز سے تاریخ کی زینت بن کر سرد خانے میں پڑی تھیں اور زمانہ تیز روی سے گرداڑا تا ہوا جارہا تھا انسانیت جدید چکا چونڈ سے نشان منزل گم کر چکی تھی اگرچہ یہ بے رحم سرچ لائٹس جو ریسرچ کے نام پر اندھیرا پھیلانے میں مصروف ہیں ان کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قافلہ انسانیت صحراء زیست کے سراپوں میں یوں ہی بھٹکتا رہے۔

سو ہم نے یہ سوچا جب تک ان پرانے چراغوں کی محبت بھری لو سے راہ عمل متعین نہ کی جائے تب تک سوائے گمراہی بے راہ روی اور اسلاف سے بدگمانی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا لیکن اس "جب اور تب" کا درمیانی فاصلہ ختم کرنے کے لئے دوں ہم قی کو خیر آباد کہتے ہوئے میدان میں اتڑنا ہی تھا۔ سو الحمد للہ ہم نے اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے اس میدان میں قدم رکھا اور دفاعی حالت سے نکل کر حالت اقدام میں آئے اور طرز کہن کو خیر آباد کہتے ہوئے جدیدیت سے متاثرہ طبقہ کو فقہاء کرام سے آشنا کرنے کے لئے سردست محدود وسائل کے ساتھ دو اہم کام کئے اور یہ دونوں کام الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا سے متعلق ہے جہاں تک بات الیکٹرونک میڈیا کی ہے تو اس کے ذریعے دعوت کا کام بحمد اللہ عرصہ سے جاری ہے اور اس سال کے آغاز ہی میں 8 جنوری 2011ء لاہور فور سیزن ہوٹل میں ایک "مقام فقہ" کے عنوان سے سیمینار منعقد ہوا جس میں صرف ڈاکٹرز اور وکلاء حضرات مدعو تھے انہیں فقہ کی اہمیت سے روشناس کروایا گیا۔ ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی۔ لندن نے اور بندہ نے اس حوالہ سے کچھ تجاویز پیش کی۔ یہ بارش کا پہلا قطرہ تھا جو فقہ سے بے تعلق زمینوں کی پیاس کو بجھانے



کے لئے کوڈ پڑا ہے ان شاء اللہ اس بابر کت موسلا دھار بارش سے بنجر زمینیں سیراب ہو کر سبزہ زار ہوں گی اور پیاسی روہیں اپنی تشنہ لبی کو شاد کرے گی۔

الیکٹرک کے بعد دوسرا مرحلہ پرنٹ میڈیا کا تھا جو صرف فقہاء کی عظمت و خدمات کو اجاگر کرتا سو اس کے لئے "ماہنامہ فقہ" کا اجراء کیا جا چکا ہے جس کا دوسرا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ اس سال کے آغاز میں چولی دامن کا ساتھ لئے ہوئے دونوں کام جو خدمت دین کے لئے معروف ہیں منصف شہود پر جلوہ افروز ہوئے، خدا انہیں ہمیشہ تروتازہ رکھے۔

### تحدیث بالنعمة:

اول یہ کہ ہم اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس عدیم الفرصتی کے دور میں پابندی وقت کو اپنا شعار بنایا ہے اور ہماری جماعت کی سرپرستی میں ہونے والا ہر پروگرام پابندی وقت کا ایک شاہکار ہوتا ہے ہم پروگرام کا انعقاد کر کے دعوت بادیہ پیمائی دے کر محمل نظارہ آبلہ پائی نہیں کرتے بلکہ اول سے آخر اپنے تمام پروٹوکولز کو ترک کر کے خالص دعوتی طرز پر تمام انتظامات میں مصروف رہتے ہیں اور وقت سے شروع ہو کر مقررہ وقت پر ہی ہمارا پروگرام ختم ہوتا ہے اس پابندی وقت پر میں اپنے رفقاء کو ڈھالنا، اچھالنا اور اجالنا نہیں چاہتا کیونکہ ہر شخصیت ذاتیوں خوبیوں سے بنتی ہے الفاظ کے اسراف سے نہیں اور راقم اس بات پر خدا کا شکر گزار ہے کہ مجھے ایسے رفقاء عطاء فرمائے جو ان خوبیوں سے مزین ہیں۔

### ہماری پالیسی:

چونکہ تحریکوں کے عروج و زوال پر نظر رکھنے والے کسی بھی شخص سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ نظریاتی تحریکیں جو عقائد کے تحفظ کے لئے بنائی جاتی ہیں ان میں سیاست کبھی بار آور نہیں ہوتی اور عسکری قوت سے اپنے نظریات دوسروں پر تھوپنے سے نظریاتی فصل کبھی شاداب نہیں ہوتی اس لئے ہماری تحریک کی پالیسی ہی یہ ہے جس پر ہم سختی سے کاربند ہیں کہ

عملاً سیاست اور عسکریت سے کنارہ کش ہو کر خالص علمی ماحول میں خدمت دین کی فریضہ سر انجام دیا جائے تاکہ علمی تحریک تشدد کا شکار ہو کر اپنے خالص علمی اہداف سے نہ ہٹ جائے اس لئے ہم نے اپنی پالیسی کو علی الاعلان واضح کیا ہے کہ ہم عملاً سیاست اور عسکریت سے کنارہ کش محض پر امن طریقہ سے علمی کام کرنے کے داعی ہیں۔

دشمن کی چال اور ہمارے سیدھے سادے بھائی:

دنیا کے قدیم مذاہب میں ایک مذہب عیسائیت ہے لیکن پیش آمدہ روزمرہ کے مسائل کو حل کرنے سے یہ مذہب عاجز ہے اس لئے کہ ان کا دین اجتہاد کی نعمت سے محروم ہے ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں جس میں ہمیں تغیر پذیر انسانیت کے تقاضوں کو شریعت کے مطابق پورا کرنے کے لئے قرآن و سنت اجماع اور قیاس شرعی جیسے چار اصول عطاء فرمائے جن سے ہمارے فقہاء کرام نے ہمارے ہزاروں مسائل کا حل پیش کیا ہے۔

فجزاہ اللہ عن المسلمین احسن الجزاء۔

ہمارے کچھ بھائی عیسائیت سے متاثر ہو کر اجماع اور قیاس شرعی کا انکار کر بیٹھے اور تقریباً ایک صدی سے زائد عرصہ تک ان کی محنت اجماع اور قیاس کے انکار پر مبنی رہی، اب الحمد للہ ہماری اس مختصر سی مگر پر خلوص کاوش سے ان حضرات نے بھی اجماع اور قیاس شرعی کو ماننا شروع کر دیا ہے۔ بقول شاعر

لبھا گئے شرما گئے دامن چھڑا گئے

اے عشق تیرا شکریہ یہاں تک تو آگئے

ہماری ان فقہاء کرام کی یہ خدمات بلا شک و شبہ تاریخ اسلامی کا ایک زریں کارنامہ ہے مگر جیسے کہ مولانا حسرت موہانی نے فرمایا مسلمان قومی خدمات کی سزا دے سکتے ہیں جزاء تو صرف اللہ کے پاس ہے کاش ہماری قوم اپنے فقہاء کرام اور ان کی مساعی جلیلہ کی قدر کرنا سیکھتی۔

کرنے کا کام اور ہمارا المیہ:

ہماری قوم کا اخلاقی مذاق چونکہ معصیت زدہ ماحول کے باعث نیکی سے روز افزوں دور ہو رہا ہے اس لئے اگر نہاں خانہ دل میں چھپی ایمان کی روشنی اگر کسی نیکی پر اکساتی ہے تو معاشرے کی آزاد روی کسی تھری پیس سوٹ میں ملبوس مغرب زدہ مفکر کے آستانے پر اس نیک خواہش کو ذبح کر دیتی ہے اور روحانیت اور تعلیم دین کے پھول چننے کے خواہش مند ان ڈاکٹر ز اسکالرز اور جدید یوں کے پھیلائے کانٹے سے اپنا دامن ایمان تار تار کر بیٹھتا ہے لیکن اس سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اس رہزن کو پھر رہبر بھی سمجھتا ہے اور متاع ایمان و یقین لٹوا کر بھی اسے احساس زیاں نہیں ہوتا۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اور ہمارا جرم صرف یہ ہے کہ ہم افکار اسلاف کو لباس اسلاف ہی میں بیان کرتے ہیں لوگوں کے داد و تحسین کے حصول کے لئے مسجد پر مندر کی پیوند کاری نہیں کرتے۔ ہمیں تو محبوب خدا کی ہر اداء اپنی جان سے محبوب ہے۔ کاش مغرب زدہ طبقہ بھی ان اغیار کی ایجنٹوں کو پہچانے، اور اپنے گھر کے افراد کی قدر کرنا سیکھیں۔

غیروں سے مانگتے پھرتے ہیں مٹی کے چراغ

اور خود اپنے خورشید پہ سائے پھیلا دیئے ہیں

کسی بھی شعبہ کی ترقی میں ظاہری اسباب کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہوتی ہے ہم نے جس بے سروسامانی کے عالم میں ہر علمی محاذ پر دفاع حق کا فریضہ سرانجام دینا شروع کیا ہے اور اب تک بے شمار مالی مشکلات کے باوجود بحمد اللہ ہم رواں دواں ہیں۔ بس یوں سمجھئے کہ فی الحال اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں ابھی ہم مکی دور سے گزر رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے تمام شعبہ جات میں خصوصی فضل والا معاملہ فرمائے۔ {آمین} محمد الیاس گھسن

## خزائن السنن

استقامت علی الدین اور حسن خاتمہ کی دعا کے عجیب تفسیری لطائف

خزائن السنن کے عنوان سے عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے ملفوظات کو پیش کیا جا رہا ہے۔ استقامت علی الدین اور حسن خاتمہ کی دعا کے متعلق حضرت دامت برکاتہم نے نہایت عجیب تفسیری لطائف ارشاد فرمائے جنہیں ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ از مرتب: مفتی شمیم احمد حنفی

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا:

ہر نبی اپنے منہی عنہ کے وجود پر دلالت کرتی ہے "ربنا لا تزغ قلوبنا" بتا رہا ہے کہ قلب میں ازاعت و کجی کی استعداد موجود ہے اور استعداد بھی ایسی کہ ازاعت صرف گناہ زنا اور شراب تک محدود نہیں رہتی بلکہ عقیدہ تک خراب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ نعوذ باللہ نبوت اور مہدویت تک کا دعویٰ کرنے لگتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ یہ دعا سکھا رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو ٹیڑھانہ ہونے دیجیے "بعد اذ ہدیتنا" آپ کے جس کرم نے ہمیں ہدایت بخشی ہے اسی کرم سے آپ ہم کو عدم ازاعت بھی بخش دیجیے۔ عدم ازاعت کی درخواست میں طلب ہدایت کی درخواست موجود ہے اور عطائے ہدایت اور بقائے ہدایت اور ارتقائے ہدایت کی بھی درخواست ہے تاکہ ہمارا قلب ٹیڑھانہ ہونے پائے اور دل میں کجی گناہوں سے آتی ہے۔ خصوصاً اس زمانہ میں بد نظری کے گناہ سے دل بالکل تباہ ہو جاتا ہے، کیونکہ بد نظری پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا ہے کہ "لعن اللہ الناظر المنظور الیہ" تو نگاہ کی حفاظت نہ کرنے سے یہ شخص لعنت میں آگیا اور لعنت کے معنی ہیں "البعء عن الرحمة" جب رحمت سے دوری ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہٹ گئی "الا مارحم ربی" کا سایہ اس

سے ہٹ گیا اور نفس امارہ کے شر سے بچنے کے لیے سوائے سایہ رحمت حق کے اور کوئی راستہ نہیں۔ لہذا سایہ رحمت ہٹنے سے یہ شخص نفس امارہ بالسوء کے بالکل حوالے ہو گیا۔ اب نفس اس سے جو گناہ کر دے وہ کم ہے کیونکہ "السوء" میں لام استغراق کا ہے۔ ابتداء عالم سے قیامت تک گناہ کے جو اقسام و انواع ایجاد ہوں گے سب اس لام میں شامل ہیں۔ پس اس کے گناہوں کی تاریخ ایسی بھیانک ہو جائے گی کہ جس کا وہ خود بھی تصور نہیں کر سکتا تھا۔ لہذا اے اللہ آپ کے جس کرم نے ہمیں ہدایت بخشی ہے اپنے کرم سے اس ہدایت کو باقی بھی رکھیے اور اس میں ترقی بھی عطا فرمائیے۔ عطاء کرم بھی فرمائیے، بقاء کرم بھی فرمائیے اور ارتقاء کرم بھی فرمائیے۔

"وہب لنا" اور ہمیں ہبہ کر دیجیے۔ کون سا ہبہ؟ جس میں ہمارا نفع ہو "لنا" میں لام نفع کا ہے "من لدنك رحمة" اپنے پاس والی رحمت، اپنی خاص رحمت ہم کو ہبہ کر دیجیے یہاں عام رحمت کا سوال نہیں کیا جا رہا ہے کیونکہ شروع میں عدم ازاعت کا سوال کیا گیا اس لیے یہاں وہ خاص رحمت مانگی جا رہی ہے جو ازاعت اور کجی سے قلب کو محفوظ فرمادے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

المراد بهذه الرحمة الاستقامة على الدين وحسن الخاتمة

اور لفظ ہبہ سے کیوں مانگنا سکھایا گیا؟ کیونکہ استقامت علی الدین اور حسن خاتمہ وہ عظیم الشان نعمت ہے جس کی برکت سے جہنم سے نجات اور دائمی جنت نصیب ہوگی۔ یہ ہماری محدود زندگی کے محدود اور ناقص مجاہدات و ریاضات کا صلہ ہر گز نہیں ہو سکتی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو متنبہ فرمادیا کہ خبردار: میری اس رحمت خاصہ کو اپنی کسی عمل اور کسی مجاہدہ اور کسی ریاضت کا بدلہ نہ سمجھنا کیونکہ حسن خاتمہ میرا وہ عظیم الشان انعام اور وہ غیر محدود رحمت ہے جو دائم و دخول جنت کا سبب ہے جس کا تم کوئی معاوضہ ادا نہیں کر سکتے کیونکہ مثلاً اگر تم نے سو سال عبادت کی تو قانون اور ضابطہ سے سو سال تک تمہیں جنت میں رہنے کا جواز ہو سکتا



تھا۔ لیکن محدود عمل پر یہ غیر محدود انعام اور غیر فانی حیات کے ساتھ غیر فانی جنت عطا ہونا یہ رحمت خاصہ اور انعام عظیم ہے اور اس کرم کا سبب محض کرم ہے۔ لہذا میری یہ رحمت خاصہ اور انعام عظیم لینے کے لیے لفظ ہبہ سے درخواست کرو کیونکہ ہبہ بدون معاوضہ ہوتا ہے اور ہبہ میں واہب اپنے غیر متناہی کرم سے جو چاہے عطا فرمادے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وفي اختيار صيغة الهبة ايماء ان هذه الرحمة اى ذالك التوفيق للاستقامة على الحق تفضل محض بدون شائبة" اور صیغہ ہبہ اختیار فرما کر حق تعالیٰ نے یہ اشارہ فرمادیا کہ یہ رحمت جس سے مراد وہ توفیق خاص ہے جس سے بندوں کو دین پر استقامت نصیب ہوتی ہے اور جو سبب ہے حسن خاتمہ کا یہ محض حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں اور آگے "انك انت الوهاب" معرض تعلیل میں ہے کہ تم کو ہم سے اس نعمت عظمیٰ کو ہبہ سے مانگنے کا کیا حق ہے "انك انت الوهاب" معنی میں "لانك انت الوهاب" کے ہے۔ ہم آپ سے اس لیے مانگ رہے ہیں کیونکہ آپ بہت بڑے داتا اور بڑے بخشش کرنے والے ہیں۔ {مواہب ربانیہ ص 290 ملفوظ افصال ربانی}

## شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا جواب

ایک مرزائی نے شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے سامنے قرآن مجید کی آیت "وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ" (النساء: 69) کے متعلق کہا جب آدمی صدیقین کے نقش قدم پر چلتا ہے تو صدیق بن جاتا ہے، شہداء کے نقش قدم پر چل کر شہید بن جاتا ہے، صالحین کے نقش قدم پر چلتا ہے تو صالح بن جاتا ہے۔ تو مرزا غلام احمد قادیانی نبی کے نقش قدم پر چل کر نبی کیوں نہ ہو؟ اس پر شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ قرآن میں شہد کی مکھی کو اللہ حکم فرما رہے ہیں: قَامَسُكِيُّ مُسْبِلٌ رَّبِّكَ (النحل: 69) ذرا بتائیے یہاں شہد کی مکھی رب کے راستے پر چل کر رب بن جائے گی؟؟؟ اس پر وہ مرزائی خاموش ہو گیا۔ (مولانا محمد عرفان جمہوری)

## مقام فقہ

حضرت علامہ خالد محمود مدظلہ العالی

پی۔ ایچ۔ ڈی لندن

قرآن کریم کا یہ فیصلہ کہ اس امت میں "تفقہ فی الدین" کی اشد ضرورت ہے اور "چاہیے کہ ایک جماعت فقہ میں لگی رہے اور دوسرے ان سے ان احکام کو اخذ کریں" یہ بات اب کھل کر آپ کے سامنے آچکی ہے، اس کی رو سے فقہ کتاب و سنت کا غیر نہیں۔ انہی کی گہرائی میں لپٹے مضامین کا نمایاں ہو کر سامنے آنا ہے۔ سو فقہ الہی ہدایت اور نبوی شریعت کی ہی ایک استخراجی صورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم بھی فقہ کا احساس دلاتا ہے اور بتلاتا ہے کہ اسے سمجھنے کے لیے بھی فقہ کی ضرورت ہے۔

اجتہاد سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ کتاب و سنت کا ایک پھیلاؤ ہے۔ یہ کتاب و سنت پر کوئی اضافہ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اس میں جاری و ساری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ صراحت سے فرما گئے وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے اور جو بات نئے حالات کی پیش آمدہ ضرورتوں میں قرآن و سنت کی گہرائیوں میں لپٹی ملے وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شریعت ہی میں شمار ہوگی۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ استنباط کرنے والا مجتہد عام آدمی نہ ہو۔ مجتہد صرف مظہر ہوتا ہے وہ اپنے استنباط کردہ مسائل کا موجد نہیں ہوتا۔

قرآن کریم کی رو سے فقہ کا مقام:

"قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ فَمَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا"

(پ 5 آیت 78 ع 11)

**ترجمہ:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں ہر اچھائی اور برائی اللہ کے فیصلے سے ہے۔ کیا ہو گیا ان لوگوں کو بات سمجھنے کا سلیقہ نہیں۔

حدیث بات ہے اور اسے سمجھنے کا سلیقہ فقہ ہے۔ حدیث کے لیے فقہ درکار ہے بدوں اس کے وہ بات سمجھ نہ پائیں گے۔ اوروں کی بات تو اپنی جگہ رہی پیغمبر کی بات ہو تو بھی اس لیے کہ لوگ اسے سمجھ پائیں انہیں اس کی فقہ حاصل ہونی چاہیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مشہور دعا کے یاد نہیں۔

"قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي"

(پ16 طہ آیت 25، 26، 27 ع2)

**ترجمہ:** اے رب کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میری منزل اور کھول دے گراہ میری زبان کی اور پالیں یہ میری بات میں فقہ (سمجھ)

ذوالقرنین جب دو پہاڑوں کے بیچ پہنچا تو ان سے ورے کچھ ایسے لوگ پائے جو اس کی ایک بات نہ سمجھ سکتے تھے ان کی اس بے چارگی کو قرآن کریم اس طرح بیان کرتا ہے کہ اس کی بات فقہ سے آشنا نہ ہو سکی کچھ سمجھی نہ جاسکی۔

"حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ الْبَيْنَ السَّادَيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا"

(پ16 الکھف آیت 93)

**ترجمہ:** یہاں تک کہ جب وہ پہنچا دو پہاڑوں کے مابین تو ان کے ورے ایسی قوم دیکھی جو ایک بات کی فقہ (سمجھ) نہ رکھتے تھے۔

ہمارے جو دوست فقہ کے نام سے چڑتے ہیں اور یہ لفظ تک سنا پسند نہیں کرتے وہ نہیں دیکھتے کہ قرآن کریم عام سمجھ اور دانش کے لیے لفظ فقہ بار بار لاتا ہے پھر ان کے اس لفظ سے چڑنے کے کیا معنی رہ گئے؟ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو فقہ و دانش سے محروم نہ کرے۔ اصطلاحاً

جسے فقہ کہا جاتا ہے وہ بھی کتاب و سنت کا غیر نہیں۔ کتاب و سنت کی گہرائی میں اتر کر ان کو پالینے کا نام فقہ ہے۔ فقہ کوئی نئی ایجاد نہیں کتاب و سنت کا ہی استخراج ہے۔

فقہ نہ جاننے والوں کی مذمت:

قرآن کریم نے کافروں کو کہا ہے کہ وہ فقہ سے محروم ہیں:

"لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ"

(پ28 الحشر آیت 13 ع2)

ترجمہ: البتہ تمہارا ڈر زیادہ ہے ان کے دلوں میں اللہ کے ڈر سے یہ اس لیے کہ وہ لوگ فقہ نہیں رکھتے۔

"وَلَقَدْ ذَرَأْنَا الْجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْحِجَابِ وَالْإِنْسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا  
وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا"

(پ9 الاعراف آیت 179)

ترجمہ: اور البتہ پیدا کیے ہیں ہم نے جہنم کے لیے بہت سے جن اور بہت سے آدمی، ان کے دل ہیں جن میں فقہ نہیں، ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے ہوں۔

"وَطَبَعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ"

(پ28 المنافقون آیت 3)

ترجمہ: سو مہر لگ چکی ہے ان کے دلوں پر سو اب وہ فقہ سے بالکل بے تعلق ہیں۔

"وَالَّذِينَ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ"

(پ28 المنافقون آیت 7)

ترجمہ: اور لیکن منافق اپنے پاس فقہ نہیں رکھتے،

"بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا"

(پ26 الفتح آیت 15)

ترجمہ: بلکہ وہ فقہ نہ رکھتے تھے مگر چند لوگ۔

"بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ"

(پ10 الانفال آیت 65، پ11 التوبة آیت 127)

ترجمہ: وہ ایسے لوگ جن کے پاس فقہ نہ ہو۔

"مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا حَتَّى تَقُولَ"

(پ12 ہود آیت 91)

ترجمہ: ہم تمہاری کئی باتوں میں کچھ فقہ نہیں پاتے۔

"لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ"

(پ10 التوبة آیت 81)

ترجمہ: کاش کہ وہ فقہ پاس رکھے ہوتے۔

## اذان کا احترام

ملکہ زبیدہ جب فوت ہوئی تو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو ملکہ نے جواب دیا کہ مجھے میرے اللہ نے بخش دیا تو کہنے والے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشا ہی تھا کیونکہ آپ نے تو بہت بڑے بڑے دینی کام کیے ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ پتہ نہیں میرا کوئی اور عمل اللہ کے ہاں قبول ہوا یا نہیں میرا ایک عمل اتنا پسند آیا کہ اس وجہ سے میری مغفرت فرمادی اور وہ عمل یہ تھا کہ جب اذان میرے کانوں میں سنائی دیتی اگر میرا دوپٹہ سر سے اترا ہوتا تو میں فوراً سر ڈھانپ لیتی اس کی برکت سے میرے اللہ نے میری مغفرت فرمادی۔

انتخاب: رانا رضوان، فاروق آباد



## تجارت اور سود میں فرق

مفتی رئیس احمد

شرعیہ ایڈوائزر حلال ریسرچ کونسل

حرمتِ ربا سے متعلق چار قسم کی آیات مختلف مواقع پر نازل ہوئیں۔

نمبر 1: پہلی آیت سورہ روم کی ہے جو کی سورۃ ہے۔

وما آتیتکم من ربالیہ بوافی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ

(پ 21 آیت 39)

ترجمہ: اور جو چیز تم اس غرض سے دو گے کہ وہ لوگوں کے مال میں پہنچ کر زیادہ ہو جائے تو یہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا۔

نمبر 2: دوسری آیت سورہ نساء کی ہے

واخذہم الربوا وقد نہو عنہ۔

(پ 5 آیت 161)

ترجمہ: نیز ان (یہودیوں) کی یہ بات کہ سود لینے لگے حالانکہ اس سے روک دیے گئے۔

نمبر 3: تیسری آیت سورۃ آل عمران میں ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لاتاکلوا الربوا الضعفا مضعفا۔

(پ 4 آیت 130)

ترجمہ: اے ایمان والو! ربا مت کھاؤ وگنا چکنا کر کے۔

نمبر 4: سورۃ بقرہ میں چند آیات سود کی حرمت سے متعلق موجود ہیں

الذین یأکلون الربوا لا یقومون۔۔ الخ آیت 275 تا 279

**ترجمہ:** جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو یہ اس لیے ہو گا کہ انہوں نے کہا تھا کہ: "بیع بھی تو سود ہی طرح ہوتی ہے۔" حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام قرار دیا ہے لہذا جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آگئی اور وہ (سودی معاملات سے) باز آگیا تو ماضی میں جو کچھ ہوا وہ اسی کا ہے اور اس (کی باطنی کیفیت) کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جس شخص نے لوٹ کر پھر وہی کام کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ ہر اس شخص کو ناپسند کرتا ہے جو ناشکر انگہ گار ہو۔ (ہاں) وہ لوگ جو ایمان لائیں، نیک عمل کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں وہ اپنے رب کے پاس اپنے اجر کے مستحق ہوں گے؛ نہ انہیں کوئی خوف لاحق ہو گا نہ کوئی غم پہنچے گا۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر تم واقعی مومن ہو تو سود کا جو حصہ بھی (کسی کے ذمے) باقی رہ گیا ہو اسے چھوڑ دو۔ پھر بھی اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو اور اگر تم (سود سے) توبہ کرو تو تمہارا اصل سرمایہ تمہارا حق ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر کیا جائے۔

## آیات ربا کا تاریخی تجزیہ:

**سورۃ روم:** ان آیات میں سب سے پہلی آیت سورۃ روم کی ہے جو کہ بالاتفاق مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی یہ آپ تحریری نوعیت کی نہیں ہے یہ صرف سادگی سے اتنا کہتی ہے کہ ربا اللہ کے یہاں نہیں بڑھتا یعنی اس کا آخرت میں کوئی ثواب نہیں ہے۔ بہت سے مفسرین قرآن کی رائے یہ ہے کہ لفظ "ربو" اس آیت میں سود یوثری یا انٹر سٹ کے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ ابن جریر طبری رحمہ اللہ (المتوفی 310) مشہور ترین مفسر قرآن ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور متعدد تابعین مثلاً: سعید بن جبیر، مجاہد، طاؤس، قتادہ، ضحاک اور ابراہیم

نخعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ "ربو" کا مطلب نیوتا ہے یعنی کسی کو ہدیہ اس غرض سے دینا تاکہ بعد میں وہ اس کو اس سے زیادہ ہدیہ دے۔

(ابن جریر، تفسیر جامع البیان دار الفکر بیروت 1984 ج 21 ص 46 تا 48)

تاہم بعض مفسرین قرآن نے اس لفظ کو سود کے معنی میں استعمال کیا ہے بقول ابن جوزی یہ نکتہ نظر حضرت حسن بصری کی طرف منسوب ہے۔

(زاد المعاد المکتبۃ الاسلامیہ بیروت 1964 ج 6 ص 304)

اگر اس نقطہ نظر کے مطابق لفظ ربو کو اس آیت میں سود کے معنی میں لیا جائے تو بظاہر زیادہ مناسب بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ دوسری جگہوں میں لفظ ربو اس معنی میں استعمال ہوا ہے۔ تب بھی اس آیت میں ربو کی ممانعت کے متعین الفاظ موجود نہیں ہیں، زیادہ سے زیادہ اس میں اس بات پر زور دیا ہے کہ آخرت میں ربو کا اللہ کی طرف سے کوئی ثواب نہیں ملے گا اس لیے یہ آیت ربو کی حرمت پر مشتمل نہیں تاہم یہ بات واضح ہے کہ اس آیت یہ پتہ چلتا ہے کہ ربو کا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

سورہ نساء: دوسری آیت سورۃ نساء کی ہے جس میں یہودیوں کی بد اعمالیوں کی فہرست کے ذیل میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ وہ ربو لیا کرتے تھے باوجودیکہ وہ ان پر پہلے سے حرام تھا۔ اس آیت کے نزول کے حقیقی وقت کا تعین فی الواقع مشکل ہے مفسرین کرام رحمہم اللہ اس نکتے پر زیادہ تر خاموش دکھائی دیتے ہیں تاہم جس سیاق میں یہ آیت نازل ہوتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت 4 سے قبل نازل ہوئی ہوگی۔

سورہ نساء کی آیت نمبر 153 میں ہے۔

يَسْأَلُكَ اَهْلُ الْكِتَابِ اَنْ تَنْزِلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ ۔

ترجمہ: آپ سے اہل کتاب یہود؛ یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان کے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگوادیں۔

یہ آیت یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ اگلی چار آیات یہودیوں کے جوابات دینے کے لیے نازل کی گئی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے اور آپ سے آسمان سے اس طرح کتاب نازل کروانے کی درخواست کی تھی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کی گئی اس کا مطلب ہے کہ آیات کا یہ سلسلہ اس وقت نازل ہوا۔ جب یہودی کافی بڑی تعداد میں مدینہ میں موجود تھے اور اس وقت وہ اس پوزیشن میں بھی تھے کہ وہ حضور سے بحث کر سکیں۔ کیونکہ اکثر یہودی 4 کے بعد مدینہ چھوڑ چکے تھے اس لیے یہ آیت اس سے قبل نازل شدہ معلوم ہوتی ہے یہاں پر لفظ ربو بلاشبہ سود کے معنی میں ہے کیونکہ وہ یہودیوں کے لیے واقعتاً ممنوع تھا۔ یہ ممانعت بائبل کے پرانے صحیفوں میں ابھی تک موجود ہے لیکن اسے مسلمانوں کے لیے دو ٹوک اور واضح ممانعت ربو کا حکم قرار نہیں دیا جاسکتا یہ آیت صرف اتنی بات واضح کرتی ہے۔ کہ ربو یہودیوں کے لیے ممنوع تھا انہوں نے اپنی عملی زندگیوں میں اس کی تعمیل نہ کی۔ البتہ اس سے یہ بات ضرور مستنبط ہوتی ہے کہ ربو مسلمانوں کے لیے بھی یقیناً ایک گناہ کا کام ہے ورنہ یہودیوں کو مورد الزام ٹھہرانے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ (جاری ہے)

## حاضر جوابی

انتخاب: طہ وحید، لاہور

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ بچپن میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھلونوں سے کھیل رہی تھیں اور کھلونوں میں پروں والا گھوڑا رکھا ہوا تھا اچانک باہر سے آپ ﷺ تشریف لائے اور حضرت امی عائشہؓ کے کھلونوں کو دیکھ کر فرمایا۔ عائشہ کیا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں تو حضرت امی عائشہؓ نے برجستہ جواب دیا کہ کیا جنتی گھوڑے کے پر نہیں ہونگے۔ تو آپ ﷺ مسکرانے لگے۔ (مشکوٰۃ شریف)

## نماز اہل سنت والجماعت

مولانا محمد الیاس گھمن

ایسے اوقات کا بیان جن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے

نماز فجر اور نماز عصر کے بعد :

1- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ.

(صحیح البخاری ج 1 ص 82.83 باب لا تتحرى الصلوة، صحیح مسلم ج 1 ص 275 باب

الافاق التي نهى عن الصلوة فيها)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔“

نوٹ: اس مضمون کی احادیث حضرت عمر بن خطاب، حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

(صحیح البخاری ج 1 ص 82 باب الصلوة بعد الفجر، صحیح مسلم ج 1 ص 275 باب الافاق

التي نهى عن الصلوة فيها، جامع الترمذی ج 1 ص 45 باب ما جاء في كراهية الصلوة بعد العصر)

2. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتِي الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ.

(جامع الترمذی ج 1 ص 96 باب ما جاء في إعادةهما بعد طلوع الشمس)



**ترجمہ:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے فجر کی دو رکعتیں (سنت موکدہ) نہ پڑھی ہوں تو وہ انہیں سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے۔

## صبح صادق کے بعد:

صبح صادق کے بعد فجر کی دو سنتوں کے علاوہ کوئی اور سنت یا نفل پڑھنا مکروہ ہے۔  
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا الرَّكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

(صحیح مسلم ج 1 ص 250 واللفظ له باب استحباب رکعتی الفجر، صحیح البخاری ج 1 ص 157 باب التطوع بعد المكتوبة، جامع الترمذی ج 1 ص 96 باب ما جاء لا صلوة بعد الفجر الا رکعتین)  
**ترجمہ:** حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلوع صبح صادق کے بعد صرف دو رکعتیں ہلکی پھلکی پڑھتے تھے۔“

## غروب آفتاب کے بعد:

غروب آفتاب کے بعد مغرب کے فرائض سے پہلے نفل پڑھنا ممنوع ہے:

1- عَنْ طَاوُسٍ قَالَ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهِمَا۔

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 189 باب الصلوة قبل المغرب، مسند عبد بن حمید ص 256 رقم الحديث 804، الكنى والاسماء للدولاني ج 1 ص 463 رقم الحديث 1640)

**ترجمہ:** حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نماز مغرب سے پہلے دو رکعتوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کسی کو نہیں دیکھا کہ یہ دو رکعتیں پڑھتا ہو۔“

2- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ طُفْنَا فِي نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتَاهُنَّ هَلْ رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي هَاتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ حِينَ يُؤَدِّي الْمُؤَدِّنُ فَقُلْنَ لَا۔

(مسند الشاميين للامام الطبرانی ج 3 ص 212)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم ”امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی خدمت میں حاضر ہوتے اور پوچھتے کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے دیکھا جب مؤذن اذان دیتا تھا تو انہوں نے فرمایا نہیں۔“

3- عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَا صَلَّى أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُمَانُ الرُّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ۔  
(کنز العمال ج 8 ص 25 المغرب و ما يتعلق به، اتحاف الخيرة المهرة ج 2 ص 408 باب الصلاة قبل المغرب و بعدها، مصنف عبد الرزاق ج 2 ص 289 باب الركعتين قبل المغرب)

ترجمہ: منصور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھتے تھے۔

خطبہ کے وقت:

1- عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ وَيَدَاهُنِ مِنْ دُهِنٍ أَوْ مَسْحٍ مِنْ طَيِّبٍ بَبْنِيهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يَفْرُقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يَنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غَفَرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى۔

(صحيح البخارى ج 1 ص 121، 124 باب الدهن للجمعة)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور حسب استطاعت خوب پاکی حاصل کرے اور تیل یا گھر میں میسر خوشبو لگائے پھر نماز جمعہ کے لئے نکلے (وہاں جا کر) دو بیٹھنے والوں کے درمیان تفریق نہ کرے پھر جو نماز مقرر کی گئی ہے ادا کرے اور جب امام خطبہ دے تو

خاموشی اختیار کرے۔ ایسے شخص کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

2- حضرت نبیشہ الہذلی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 فَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْإِمَامَ خَرَجَ صَلَّى مَا بَدَأَهُ وَإِنْ وَجَدَ الْإِمَامَ قَدْ خَرَجَ جَلَسَ  
 فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ حَتَّى يَقْضِيَ الْإِمَامُ جُمُعَتَهُ وَكَلَامَهُ۔

(مسند احمد ج 15 ص 300 غایۃ المقصد فی زوائد المسند للہیثمی ج 1 ص 1154 باب

حقوق الجمعة من الغسل وغيره)

ترجمہ: اگر امام خطبہ کیلئے نہیں نکلا تو جو مناسب ہو نماز پڑھ لے اور اگر امام خطبہ کیلئے نکل چکا ہے تو بیٹھ جائے اور غور سے خطبہ سنے اور خاموش رہے یہاں تک کہ امام نماز جمعہ و خطبہ ختم کر لے۔

3- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ حَتَّى يَقْرَأَ الْإِمَامُ۔

(مجمع الزوائد للہیثمی ج 2 ص 407 باب فیمن یدخل المسجد والامام یخطب، جامع

الاحادیث للسیوطی ج 3 ص 114)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اور امام منبر پر ہو تو نہ کوئی نماز جائز ہے اور نہ بات چیت یہاں تک کہ امام فارغ ہو جائے۔“

طلوع، غروب، زوال:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ أَنْ نُقْرِئَ فِيهِنَّ مَوَاتَانَا حِينَ تَطْلُعُ

الشَّمْسُ بَارِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضَيِّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ.

(اصحیح مسلم ج 1 ص 276 الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها، جامع الترمذی ج 1 ص 200)

باب ما جاء في كراهية الصلوة على الجنابة. الجمع بين الصحيحين للحمیدی ج 3 ص 351)

**ترجمہ:** حضرت عقبہ بن عامر جب نبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین اوقات میں نماز پڑھنے یا مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا ہے۔

- 1- جب سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔
- 2- عین زوال کے وقت جب تک کہ سورج ڈھل جائے۔
- 3- جب سورج غروب کے قریب ہو یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔

## عقیدت

مولانا محمد اکبر کشمیری

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنا قاصد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ تم عنقریب ایک عظیم مصیبت میں گرفتار ہونے والے ہو، مگر اس سے سلامتی کے ساتھ نکل جاو گے یعنی قرآن مجید کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کے مسئلہ میں۔ جس وقت قاصد نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خبر دی تو وہ امام شافعی رحمہ اللہ کے قاصد آنے پر اس قدر خوش ہوئے کہ اسے اپنا کرتہ دیا، قاصد کرتہ لے کر پہنچا اور ان کو خبر دی انہوں نے دریافت کیا، کیا یہ تمہیں امام احمد کے بدن پر تھی اس کے نیچے کوئی اور کپڑا تو نہیں تھا؟ عرض کیا نہیں۔ امام شافعی نے اس کو بوسہ دیا آنکھوں سے لگایا، پھر ایک برتن میں رکھ کر اس پر پانی ڈالا، اسے مل کر نچوڑ لیا اور اس غسل کو ایک شیشہ میں اپنے پاس رکھ لیا، جب ان کے ساتھیوں میں سے کوئی بیمار ہوتا تو اس کو اس میں سے تھوڑا سا بھیج دیتے، وہ اسے بدن پر ملتا تو اسی وقت شفا یاب ہو جاتا۔

## قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کا حکم

منتکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سوال:

ہمارے پاس قرآن مجید کے نسخے ہیں جو بہت بوسیدہ ہو چکے ہیں اور تلاوت کے قابل نہیں رہے اب ان کے اوراق کی بے ادبی کا خدشہ ہے۔ سوال یہ پوچھنا ہے کہ ان اوراق کا کیا کیا جائے؟ کیا ان کو جلا سکتے ہیں؟ کیونکہ ہم نے سنا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان نسخوں کو جن پر تلاوت نہیں کی جاسکتی تھی جلانے کا حکم دیا تھا۔ براہ کرم رہنمائی فرمائیں۔

سائل

محمد عامر عباسی۔ کشمیر

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر قرآن شریف کے اوراق بوسیدہ ہو جائیں تو ان کو کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا افضل ہے۔ جب تک ان اوراق پر حروف باقی ہوں تو انہیں جلانا نہیں چاہیے۔ درمختار میں ہے کہ "المصحف اذا صار بحال لا یقرء فیہ یدفن کالمسلم"

(الشامیۃ ج 1 ص 354 بیروت)

ترجمہ:

قرآن مجید کی جب ایسی حالت ہو جائے کہ اس پر تلاوت نہ کی جاسکے تو اسے دفن کر دیا جائے گا جیسے مسلمانوں کو دفن کیا جاتا ہے۔ فقہاء احناف رحمہم اللہ نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو جلانے کی بجائے یا تو کسی محفوظ مقام پر دفن کر دیئے جائیں



یا اگر ان اوراق کے اندر دھلنے کی صلاحیت ہو تو ان اوراق کے حروف کو دھو کر ان کے پانی کو کسی کنویں وغیرہ میں ڈال دیا جائے۔

لہذا ان اوراق کو دفن کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کریں اور اگر یہ دونوں کام (بوسیدہ اوراق کو دھو کر اسکے پانی کو کنویں کے اندر ڈالنا یا ان اوراق کو دفن کرنا) مشکل و دشوار ہو تو ان اوراق کو کسی دریا، کنویں یا سمندر وغیرہ میں بھی ڈالا جاسکتا ہے۔

وفي الدر المختار: "الكتب التي لا ينتفع بها يحى عنها اسم الله وملائكته ورسله ويحرق الباقي، ولا بأس بأن تلقى في ماء جار كما هي وتدفن وهو احسن كما في الانبياء

وفي الشامية تحتہ: المصحف اذا صار خلقاً وتعذر القراءة منه لا يحرق بالنار، اليه اشار محمد وبه نأخذ، ولا يكره دفنه، وينبغي ان يلف بخرقه طاهرة، ويلحد له، لانه لو شق ودفن، يحتاج الى اهالة التراب عليه، وفي ذلك نوع تحقير" (الشامية ج 9696 بيروت)

ترجمہ:

ایسی کتابیں جو استعمال کے قابل نہیں ان سے اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں کو مٹا کر باقی کو جلادیا جائے گا۔ ان کتب کو جاری پانی میں ڈالنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ دفن زیادہ اچھا ہے جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو دفن کیا گیا۔

شامی میں ہے کہ "قرآن مجید جب بوسیدہ ہو جائے اور اس سے تلاوت کرنا مشکل ہو تو پھر بھی اسے جلانا نہیں چاہیے۔ یہی بات امام محمد رحمہ اللہ نے فرمائی ہے اور ہم بھی اسی بات کے قائل ہیں اور اس قرآن کو دفن کرنا مکرمہ نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اسے کسی پاک کپڑے میں

لیٹ کر بغلی قبر میں دفن کیا جائے، اس لیے کہ اگر شق (گڑھا کھود کر) بنا کر دفن کیا جائے تو اس قرآن پر مٹی ڈالنے کی ضرورت پیش آئے گی اور اس میں ایک قسم کی بے ادبی ہے۔

باقی رہا مسئلہ قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو جلانے کا۔ اگر ان بوسیدہ اوراق کو بطور احترام کے جلا بھی دیا جائے تو شرعاً اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ مگر احتیاطاً بوسیدہ اوراق کو جلانے کے بعد اس کی راکھ کو کہیں دفن کر دیا جائے۔

بعض فقہی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قرآن مجید سے اوراق بوسیدہ ہو جائیں تو انہیں جلایا نہ جائے بلکہ کسی محفوظ مقام پر دفن کیا جائے جیسا کہ مذکورہ بالا حوالہ (الاثامیہ) سے معلوم ہوا ہے کہ

"لا یحرق بالندار"

کہ بوسیدہ اوراق کو جلایا نہ جائے اور دوسری طرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے دور کے اندر ایسے مصاحف کو جلانے کا حکم دیا تھا کہ جن کے اندر منسوخ آیات لکھی ہوئی تھیں۔

بظاہر تو ان دونوں (فقہی عبارات، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول) کے درمیان تعارض نظر آتا ہے۔ مگر حقیقت میں ان دونوں کے درمیان کوئی تعارض نہیں، فقہی عبارات میں جہاں جلانے سے منع کیا گیا ہے وہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس سے توہین کا قصد و ارادہ ہو، اور اگر اس سے توہین کا قصد و ارادہ نہ ہو بلکہ بطور احترام کے جلایا جائے تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں۔

خلاصہ کلام:

احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو جلانا نہیں چاہیے، بلکہ دفن کر دینا چاہیے۔

## آنکھ کافی نہیں ہے، نظر چاہئے

حضرت مولانا محمد رضوان عزیز حفظہ اللہ

یہ بھی کیا نیرنگی زمانہ ہے کہ اعتراف عظمت کے لئے تو معترف کا باعظمت ہونا ضروری ہے۔ لیکن کسی باعظمت پر اعتراض کرنے کے لئے معترض کی اخلاقی حدود متعین نہیں ہے کہ وہ بھی اور نہ سہی تو کم از کم عقل تو رکھتا ہو۔ ہر طرح کی اخلاقی پابندیوں سے آزاد انسانوں کا ریوڑ جسے ایک قوم کہنا تو ٹھیک نہیں ہو گا۔ کیونکہ قومیں تو بعض قواعد و ضوابط کی پابندی سے بنتی ہیں اور جو اس پابندی کا پٹہ اپنے گلے سے اتار کر آوارہ ہو جائے، پھر جو کہے سنا جائے گا۔ جو کرے دیکھا جائے گا۔ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔

یہی حال ہمارے ان کرم فرماؤں نے قرآن و حدیث کی شاندار تشریح، فقہی ذخیرہ کے ساتھ کیا ہے اور مزاج فقہاء سے عدم واقفیت کے سبب فقہ کے بعض مسائل کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ اگرچہ یہ ناقدین فقہ، بوہ فقہ سے بھی نا آشنا تھے جبکہ فقہی مسائل کی دقیقہ کاریوں، نکیسہ سنجیوں اور سخن آرائیوں کو سمجھنے کے لئے صرف آنکھ کافی نہیں ہے نظر چاہئے۔

وہ مظلوم مسائل جو ان کی چیرہ دستیوں سے مجروح ہوئے ان میں سے ایک مسئلہ ذمی کے امان کے متعلق ہے۔ جسے صاحب ہدایہ نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے "ومن امتنع من الجزية او قتل مسلماً او سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او زنی بمسلمة لم ینتض عہدہ" یعنی اگر ذمی جزیہ دینے سے رک جائے یا کسی مسلمان کو قتل کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو اس کا عہد نہیں ٹوٹے گا۔ اب اس مسئلہ کی حقیقت کو سمجھے بغیر بعض نام نہاد عالمین حدیث نے فقہ کے خلاف پروپگنڈا شروع کر دیا۔

حالانکہ اس کی وضاحت کہ عہد کیوں نہیں ٹوٹا وہ اگلی عبارت میں موجود ہے۔

"لان الغاية التي ينتهي بها القتال التزام الجزية لا ادائها والالتزام باق"

کہ وہ علت جس کی بنیاد پر اس سے قتال کو روکا گیا ہے۔ وہ جزیہ کا التزام ہے کہ یہ بحیثیت ذمی جزیہ دے کر قتال سے امن پا چکا۔ تو قتال روکنے کا سبب جزیہ کا التزام ہے نہ کہ اس کی ادائیگی۔ اور جب تک التزام باقی ہے عہد باقی رہے گا۔ یہاں تک تو بات تھی ادائے جزیہ سے رکنے کے باعث اس کا عہد کیوں ختم نہیں ہوتا اس کی وضاحت کر دی گئی۔

ربا یہ مسئلہ جس کو انتہائی جارحانہ انداز میں عوامی جذبات کو بھڑکا کر پیش کیا جاتا ہے کہ ذمی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے دے تو کیا اس کا ذمہ باقی رہے گا یا ٹوٹ جائے گا۔ تو اس سلسلہ میں چونکہ مختلف احادیث وارد ہیں اس لئے فقہاء کا اختلاف ایک فطری امر ہے۔ مثلاً ابو داؤد شریف میں حدیث مبارکہ ہے جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نقل فرمایا ہے "ان یہودیۃ کانت تשתم ان النبی وتقع فیہ فخنقہا رجل حتی ماتت فابطل رسول اللہ دمہا"

(ابو داؤد شریف رقم الحدیث 4362)

کہ ایک یہودی عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بدزبانی کرتی تھی ایک آدمی نے اسے گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو باطل قرار دیا۔ اور اس کے برعکس دوسری حدیث مبارکہ جو صحیح بخاری میں ہے۔ اس پر امام بخاری نے ان الفاظ میں باب باندھا ہے

"اذا عرض الذمی وغیرہ بسبب النبی ولم یصرح نحوه قوله السام

علیک"

کہ جب ذمی یا اس کا غیر بلا تصریح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے جیسے "السام علیکم" کہے تو اس کا کیا حل ہے۔ وہ اس مندرجہ ذیل میں مذکور ہے "عن انس بن مالک یقول

مر یہودی بر رسول الله فقال السام عليك فقال رسول الله وعليك فقال اتدرون ما يقول قال السام عليك قالوا يا رسول الله الا نقتله قال لا اذا سلم عليكم اهل الكتاب فقولوا وعليكم "

(الصحيح البخاری لابن عبد الله البخاری م 256 رقم الحديث 6414)

ایک یہودی نے گذرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "السام عليك" کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب "وعليك" سے دینے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آپ جانتے ہو اس نے کیا کہا اس نے مجھے "السام عليك" (گالی دی ہے) کہا صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا اور فرمایا جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو تم "وعليکم" کہہ دیا کرو۔ اب دونوں روایات کو سامنے رکھ کر فقہاء کرام نے انتہائی دقت نظر سے ذمی کے مسائل کا حل نکالا کہ عہد کانہ ٹوٹنا اور ہے اور اس کا قتل کرنا ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ مثلاً عہد کیوں نہیں ٹوٹا؟ تو امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں:

"ولنا ان سب النبي (صلى الله عليه وسلم) كفر منه والكفر مقارن لا يمنعه فالطاري لا يرفعه "

(بحوالہ ہدایہ)

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا کفر ہے اور ذمی نے جزیہ دے کر پہلے اسلام کا مطیع ہونا قبول کیا ہے اور کافر ہونے کے باوجود بسبب جزیہ اس کی جان و مال کو محفوظ قرار دیا گیا ہے۔

"والكفر المقارن لا يمنعه "

کہ جب کفر قدیم کے باوجود اس کا ذمہ ختم نہیں ہوتا تو "فالطاري لا يرفعه" کفر جدید یعنی سب النبی کے باعث بھی عقد ذمیت پر اثر نہیں گا۔ لیکن باوجود اس کے کہ اس کا ذمہ

ختم نہیں ہوتا۔ مگر تعزیراً اس کے قتل کر دینے کے امام صاحب رحمہ اللہ بھی قائل ہیں۔ چنانچہ ردالمحتار میں علامہ خیر الدین رملی رحمہ اللہ سے منقول ہے

"لا يلزم من عدم النقض عدم القتل وقد صرحوا بأنه يعزر على ذلك ويؤدب وهو يدل على جواز القتل زجراً لغيره اذ لا يجوز الترقى في التعزير الى القتل"

حاصل کلام یہ ہے کہ ذمی کا عہد نہ ٹوٹنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا قتل کرنا بھی ٹھیک نہیں ہے حالانکہ تمام مشائخ عظام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ گالی دینے والا ذمی تعزیر کیا جائے گا اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تعزیر میں قتل کر دینا بھی جائز ہے دوسروں کی تنبیہ کے لئے۔

اور یہ رعایتی پہلچ بھی اسی وقت تک ہے جب تک وہ پوشیدہ ایک یا دو دفعہ گالی دینے کا مرتکب ہوا ہو۔ لیکن اگر وہ اپنی فطرت خبیثہ کے باعث اعلانیہ اس حرام کاری میں ملوث ہو تو امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک اسے قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ حاشیہ ردالمحتار میں مذکور ہے

"مطلب في حكمه سب الذمى النبى اى اذا لم يعلن فلو اعلن بشتبه او اعتاده قتل ولو امرءة وبه يفتى اليوم"

یعنی ذمی کے قتل میں اختلاف کا مسئلہ اس وقت تک ہے جب اس کا یہ جرم پوشیدہ ہو۔ لیکن جب وہ اعلانیہ بے غیرتی پر اتر آئے تو اسے قتل کر دیا جائے گا چاہے وہ عورت ہی کیوں نہ اسی پر فتویٰ ہے۔

اب اس مسئلہ کو بنیاد بنا کر اگر کوئی احناف پر زبان طعن دراز کرے تو یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ اس شخص کو خدا کے حضور پیشی کا کوئی خوف نہیں۔ اسے اس دن سے ڈرنا چاہئے جس دن سب راز کھل جائیں گے۔

وما علينا الا البلاغ المبين

## مقام فقہ کی اساسی ضرورت

رپورٹ: مولانا محمد کلیم اللہ

مندرجہ بالا عنوان کی جامعیت اور حساسیت خود الفاظ سے مفہوم ہو رہی ہے۔ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ لاہور ڈویژن کے زیر اہتمام مورخہ 8 جنوری 2012 بروز اتوار فور سیزن میرج ہال میں اسی عنوان کے تحت عظیم الشان سیمینار منعقد کیا گیا اس سیمینار کا ایجنڈا "اسلامی نظام حیات میں مقام فقہ کی اساسی ضرورت" پر مشتمل تھا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقے میں فقہی شعور اور فکری بیداری کے لیے ملک بھر سے چیدہ چیدہ علماء اور دانشوروں نے سیمینار میں شرکت کی۔

بطور خاص چند قابل ذکر نام یہ ہیں:

علامہ خالد محمود P.H.D (لندن) ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر، متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن سربراہ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان، مولانا عبدالشکور حقانی امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ لاہور ڈویژن، فاضل نوجوان مولانا محمد رضوان عزیز انچارج شعبہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، مولانا عابد جمشید رانا ڈائریکٹر احناف میڈیا سروس، مولانا مجیب الرحمن انقلابی کالم نگار روزنامہ نوائے وقت، مفتی رئیس احمد شرعیہ ایڈوائزر حلال کونسل، ڈاکٹر محمد رفیق جامی فزیو تھراپسٹ، سید سلمان گیلانی وغیرہ۔

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ نے اپنے ڈسپلن اور معیار کو برقرار رکھتے ہوئے عین وقت مقررہ پر سیمینار کی کارروائی تلاوت کلام مجید سے شروع کی۔ مقررین میں سے علامہ خالد محمود نے اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی کاوشوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ

اس وقت امت مسلمہ جن پر اختلافات میں گھری ہوئی ہے اس سے نجات کا آسان راستہ فقہ پر اعتماد کرنا ہے اختلاف کو محض قرآن سے (حدیث کو چھوڑ کر) ختم کرنا دشوار ہے

کیونکہ جب تک الفاظ قرآنی کی تشریح نبوت سے نہ لی جائے قرآن سمجھ میں نہیں آسکتا اور محض حدیث سے (فہم فقہاء کو چھوڑ کر بھی اختلاف کو ختم تو کیا کم بھی نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ الفاظ نبوت اصول و قوانین کا منبع ہے ان سے جزئیات کا حل نکالنا ہر ایرے غیرے کا کام نہیں بلکہ بیدار مغز اور ذخیرہ حدیث پر دسترس رکھنے والے فقہاء ملت کا کام ہے۔

انہوں نے کہا کہ حکومت وقت اگر یہ چاہتی ہے کہ ملک سے مذہبی اختلافات کم ہوں تو ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ اپنے موقف پر دلائل و براہین سے بجد اللہ لیس ہیں، ہمیں کوئی پریشانی نہیں۔ ہر شخص جب اپنی عقل کو حاکم بناتا ہے تو اختلافات یہاں سے شروع ہوتے اور ان کا پھر کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔

اس لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے، جو اختلافات کو کم کرنے کے لیے تمام مکاتب فکر کے سنجیدہ علماء کو طلب کرے، وہ اپنا موقف پیش کریں، ان شاء اللہ ہم حکومت وقت کو اختلافات کم کرنے کی منصوبہ بندی کا قائل ضرور کر لیں گے، ہم یہ نہیں چاہتے کہ ملک میں مذہب کے نام پر فسادات ہوں، حکومت ہماری اس پیش کش کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے جلد ہی اس کا لائحہ عمل طے کرے۔

معروف دینی اسکالر متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میں سیمینار کے شرکاء سامعین سے اور میڈیا کے توسط سے تمام مسلمانان عالم کے سامنے اپنی چند معروضات پیش کرتا ہوں۔

ہماری پہلے روز سے یہی صدا رہی ہے کہ اسلاف اور فقہاء امت پر اعتماد کیا جائے ورنہ دین پر عمل کرنا دشوار ہی نہیں ناممکن ہو گا، ادیان عالم میں سے اسلام چار اساسوں پر مشتمل دنیا کا سب سے بلند و بالا دین ہے۔

یہ دین زندگی کے ہر گوشے اور ہر موڑ پر انسان کی مکمل راہنمائی کرتا ہے۔ اسلام پر غیر مسلم اقوام خصوصاً یہودیت کی طرف سے سب سے اہم اور ذنی اعتراض یہ ہے کہ محدود



آیات قرآنیہ اور محدو احادیث نبوی سے آج کے لامحدود مسائل کا حل نہیں نکلتا، جدید پیش آمدہ مسائل میں قرآن وحدیث کی جانب سے جوازیاممانعت پر نصوص ثابت نہیں ہیں اس لیے اسلام کو مکمل دین نہیں کہا جاسکتا۔

مولانا نے یہودیت کے اس غلط پروپیگنڈے کی پرزور مذمت اور تردید کرتے ہوئے کہا کہ یہودیت اور یہودیت زدہ دماغوں نے اسلام کی تعریف کرنے میں غلطی کھائی ہے دین اسلام کے بنیادی طور پر چار اصول ہیں:

قرآن، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع امت اور قیاس مجتہد۔ ان اصولوں کو چار سے کم کر کے دو پر منحصر کرنے کا اصرار کرنا محض سینہ زوری ہے۔

اور یہ چاروں اصول بغیر کسی سقم کے روز روشن کی طرح ثابت ہیں۔ فقہ، چاروں اصولوں کے مجموعے کا نام ہے اس اعتبار سے فقہ کی اساسی ضرورت کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہونی چاہیے۔ چند لوگ یہودیت کی خود ساختہ اسلام کی تعریف سے متاثر ہو کر یہی نعرہ لگاتے ہیں اگر اس کو بالغ نظری اور سنجیدگی ومتانت سے دیکھا جائے تو بذات خود یہودیوں کی نامکمل اسلام کی تعریف مان کر انہیں اعتراضات پیش خیمہ مہیا کرنے کے مترادف ہیں ہمارے بعض دوست دانستہ یا نادانستہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں، اللہ ہدایت عطا فرمائے۔

انہوں نے کہا کہ روزمرہ کے نئے جدید مسائل ایسے ہیں جن کے بارے میں واضح طور پر قرآن وحدیث میں نہ تو کرنے کا حکم ہے اور نہ ہی چھوڑنے کا۔ اس لیے تمام مسائل کا حل متذکرہ بالا چار اصولوں کو قرار دیا گیا ہے اور روز اول سے ساری دنیا کے مسلمان ان کے قائل رہے ہیں اب بھی ہیں۔ انہوں نے اس بات کا اعادہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اسلام کی اس مکمل تعریف کو سمجھیں اور اپنے مذہبی، سماجی، سیاسی اور قانونی اختلافات کو ختم کریں۔

اس سلسلے میں ہم نے ماہنامہ فقیہ کے نام سے ایک شمارے کا اجراء کر دیا ہے جس میں عصر حاضر کے جدید مسائل کو شرعی نقطہ نگاہ پر پرکھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ہماری جماعت اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ اس عنوان پر متعدد کتب اور مفید لٹریچر بھی مارکیٹ میں لاچکی ہے اور مسلسل لا رہی ہے۔

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کے شعبہ فی التحقیق والدعوۃ کے انچارج فاضل اجل مولانا محمد رضوان عزیز نے اپنی مختصر گفتگو میں کہا کہ ہم مکمل دین کے پاسان اور محافظ ہیں اس لیے ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ان لوگوں کو عوام کے سامنے لائیں جو امت کو افتراق و تفریق کی بھینٹ چڑھانے میں سرگرم عمل ہیں۔

ہم اس خلیج کو پاٹنا چاہتے ہیں کہ ہر شخص امت کے اجتماعی دھارے سے منحرف ہو کر الگ الگ موقف اختیار کرے اس کے لیے ہم علمی بنیادوں پر دلائل کے ساتھ اپنا زاویہ نظر واضح کرتے ہیں اور غلط فہمیوں کے ازالے کے لیے ہماری پالیسی افہام و تفہیم کی ہے۔ مذہب اسلام کے خلاف اس وقت جو الیکٹر انک اور پرنٹ میڈیا پر یورش برپا ہے اس کی روک تھام کے لیے ہمارا مضبوط نیٹ ورک احناف میڈیا سروس عرصہ دو سال سے فعال ہے تاہم ایزدی شامل حال رہی تو ان شاء اللہ ہم مذہب اسلام کی، اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد و نظریات کی، اعمال و تعبیرات کی ہر طرف سے حفاظت کرتے رہیں گے۔

دکلاء کی نمائندگی کرتے ہوئے رائے بشیر احمد ایڈووکیٹ آف سپریم کورٹ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

جورس پروڈینس Jurisprudence جسے دوسرے لفظوں میں تھیوری آف دی لاء Theory of Law بھی کہہ سکتے ہیں تمام قوانین کی جان ہوتی ہے اس میں قوانین پر بحث مباحثہ کر کے ایسے ضابطے اور اصول تشکیل دیے جاتے ہیں جن سے تمام تر پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرنے میں راہنمائی میسر ہوتی ہے بعینہ اسلامک جورس پروڈینس

Jurisprudence میں بھی بحث اور علمی مجالس کے انعقاد کے ذریعے قوانین فقہ کی تشکیل عمل میں آئی۔ جس طرح عام آدمی Jurisprudence اور Theory of Law کو نہیں سمجھ سکتا بلکہ یہ ماہرین قانون کا ہی کام ہے اسی طرح ایک عام آدمی اس بات کی بھی ہرگز صلاحیت نہیں رکھتا کہ شریعت اسلامی کے تمام ماخذ پر دسترس قائم کر کے اپنے مسائل کا حل تلاش کرے بلکہ اس کے لیے اسے ان ماہرین کے پاس جانا پڑے گا جنہوں نے ان چیزوں کے سیکھنے میں اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور ان ماہرین کے سرخیل جناب امام اعظم ابو حنیفہ ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ اگر ہم شریعت اسلامی نافذ کرنے میں سنجیدہ ہیں تو ہمیں Islamic Jurisprudence کا ہی سہارا لینا پڑے گا۔ Jurisprudence یعنی فقہ ہی ہمارے اسلامی عدالتی نظام کی بنیاد ہے اور اس کے ذریعے ہی معاشرے میں عدل و انصاف کا نفاذ ممکن ہے۔ انہوں نے مولانا محمد الیاس گھمن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ہمیشہ مولانا کے علم و فضل سے استفادہ کیا ہے اور آج بھی اس مقصد کے لیے یہاں آیا ہوں۔

سیمینار کے مختصر دورانیے میں مفید اور جامع معلومات سے اہلیان لاہور اپنی جھولیاں بھر کر نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد واپس ہو گئے اللہ اس سیمینار کو مفید اور ہدایت عامہ کا ذریعہ بنائے۔

**نوٹ:**

قارئین ادارہ احناف میڈیا سروس اس طرح کے تمام پروگرامز کو براہ راست نشر کرنے اور ان کی عمدہ ریکارڈنگ کا کام نہایت سلیقہ مندی سے کرتا ہے اگر آپ کے علاقے میں اس سطح کا کوئی سیمینار یا کانفرنس منعقد ہو رہی ہو تو ہماری خدمات ضرور حاصل کریں۔

## سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ

نام و نسب: آپ کا نام "عمر" کنیت "ابو حفص" اور لقب "فاروق" ہے۔

نسب نامہ یہ ہے "ابو حفص عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریح ابن عبد اللہ بن قرط بن زراح ابن عبدی بن کعب بن لوی بن غالب القرشی العدوی

(الاصاہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر ج 2 ص 1307 رقم الترجہ 5738)

ولادت: مشہور قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہجرت نبوی سے چالیس برس قبل ہوئی۔

(الفاروق ص 31)

قبل از اسلام: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زمانہ اسلام لانے سے قبل قریش کے معزز لوگوں میں سے تھے اگر کسی قوم کے ساتھ معاہدہ یا معاملات طے کرنے کی ضرورت پیش آتی تو آپ رضی اللہ عنہ قریش کی طرف سے سفیر اور نمائندہ کی حیثیت سے معاملات کو طے فرماتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ جو معاہدہ فرماتے قریش اس کو قبول کرتے تھے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن اثیر ج 3 ص 434 رقم الترجہ 3831)

قبول اسلام: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شجاعت عرب میں بہت مشہور تھی لوگوں

کے دلوں آپ کا عرب تھا اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی "اللہم اعز الاسلام بأحب الرجلین ہذین الیک بابی جہل اوبعمر بن الخطاب" (ترمذی ج 2 ص 209)

ترجمہ: اے اللہ عمر بن خطاب اور عمرو بن ہشام میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہو اس کو اسلام کی سر بلندی کا ذریعہ بنا دے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دولت نصیب فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کی تعداد چالیس ہو گئی جب آپ رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا تو جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر تشریف لے آئے "یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین"

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ج 3 ص 435)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بہت تقویت ملی آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے قبل مسلمان کھل کر عبادت نہیں کر سکتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد مسلمان بغیر کسی خوف کے عبادت کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "کان اسلام عمر فتی وکانت ہجرتہ نصرًا وکانت امارتہ رحمۃ ولقد رايتنا وما نستطيع ان نصلی فی البیت حتی اسلم عمر فلما اسلم عمر قاتلہم حتی ترکونا فصلینا"

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا اہل اسلام کی فتح تھی آپ رضی اللہ عنہ کی ہجرت اسلام کی مدد تھی آپ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت اللہ کی رحمت تھی ان کے کلمہ پڑھنے سے پہلے ہم بیت اللہ میں عبادت نہیں کر سکتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ہم بیت اللہ میں عبادت کرتے تھے۔

فضائل و مناقب: کتب احادیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل پر مستقل ابواب موجود ہیں یہاں ہم صرف چند احادیث ذکر کرتے ہیں۔

"عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون فان یک فی امتی احد فانه عمر

(صحیح بخاری ج 1 ص 521 باب مناقب عمر بن الخطاب)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی امتوں میں کچھ لوگ ایسے گزرے ہیں جو الہامی باتیں کرتے تھے اگر میری امت میں کوئی ایسا ہو تو وہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ہونگے۔ چنانچہ قرآن کریم کی کئی آیات ایسی ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ کی موافقت میں نازل ہوئیں۔

"عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ"

(ترمذی ج 2 ص 209 مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل اور زبان پر حق کے سوا کوئی بات نہیں آتی عمر رضی اللہ عنہ بولتے بھی ٹھیک ہیں اور سوچتے بھی ٹھیک ہیں۔

"عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کنا نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہم حی افضل امة النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعدہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ عنہم،"

(سنن ابی داود ج 2 ص 288 باب فی التفضیل)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں ان کے بعد مقام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یعنی فضیلت کے اعتبار سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوسرا نمبر ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دینی خدمات:

قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کرنے کا مشورہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیا۔ تمام مفتوحہ علاقوں و ممالک میں معلم مقرر کیے۔ بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم دینے کے لیے مقرر فرمایا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا، جنہوں نے وہاں کے لوگوں کو دین سکھایا اور پھر کوفہ سے بڑے بڑے اہل علم پیدا

ہوئے جن کے سرخیل حضرت امام اعظم فی الفقہاء ابو حنیفہ تابعی رحمہ اللہ ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں پورا مہینہ باجماعت تراویح کا اہتمام نہیں ہوتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اس کا اہتمام فرمایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو باجماعت تراویح پر جمع کیا اور اس کے لیے ایک امام مقرر کیا چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے "

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمع الناس علی ابی بن کعب فی قیام رمضان فکان یصلی بہم عشرین رکعة"

(سنن ابی داود ص 202 باب القنوت فی الوتر)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں باجماعت تراویح کے لیے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے قبول کیا کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ چنانچہ مشہور امام محدث فقیہ حافظ ابو بکر کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"ان عمر جمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شہر رمضان علی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فصلی بہم فی کل لیلة عشرین رکعة ولم ینکر علیہ احد فیکون اجماعاً منہم علی ذالک"

(بدائع الصنائع ج 1 ص 644)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ باجماعت تراویح کے لیے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کا امام بنایا وہ روزانہ بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر اتفاق کیا کسی ایک نے بھی انکار نہیں کیا، اس کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اتنے دین کے کارنامے سرانجام دیئے جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں۔

## شہادت:

ذوالحجہ کے آخر میں ابو لؤلؤ مجوسی نے صبح کی نماز کے دوران آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے۔ اور بالآخر یکم محرم الحرام 24ھ کو دس سال سے اوپر خلافت کرنے کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔ ام المومنین سیدہ حضرت امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے آپ رضی اللہ عنہ کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کیا گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(البدایہ والنہایہ ج 4 ص 138)

## جنت کی قیمت

مولانا عظیم گل محمدی

امام ابو داؤد رحمہ اللہ محدثین کے امام ہیں۔ صحاح ستہ میں شامل ان کی سنن ان کے زندہ و جاوید ہونے کے لیے کافی ہے، ایک بار وہ کشتی میں سفر کر رہے تھے، دریائے کنارے ایک آدمی کو چھینکنے کے بعد "المحمد لله" کہتے ہوئے سنا۔ چھینکنے والا "المحمد لله" کہے تو جواب میں "یرحمک اللہ" کہنا سنت بھی ہے اور مسلمان بھائی کا حق بھی، امام کی کشتی آگے نکل گئی آپ نے ایک دوسری چھوٹی کشتی ایک درہم کے عوض کرایہ پر لی، چھینکنے والے کے پاس آئے اور انہیں "یرحمک اللہ" کہا اس نے جواب میں "یہدیکم اللہ" (اللہ آپ کو ہدایت دے) کہا، امام واپس اپنی کشتی پر آگئے، ساتھیوں نے ان سے اس تکلف کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے کہ "مجھے خیال ہوا کہ ہو سکتا ہے یہ آدمی مستجاب الدعوات ہو، اللہ کے ہاں اس کی دعا قبول ہوتی ہو، میرے "یرحمک اللہ" کہنے کے جواب میں وہ "یہدیکم اللہ" کہے گا۔ تو بہت ممکن ہے اس کی یہ دعا میرے حق میں قبول ہو جائے اس لیے میں کشتی لے کر اس کے پاس گیا۔ کہتے ہیں کہ جب سفر کرتے ہوئے رات کو کشتی کے مسافر سو گئے تو سب نے یہ بات غیبی سنی کہ آواز آرہی ہے"

کشتی والو: ابو داؤد نے ایک درہم کے عوض اللہ سے جنت خرید لی ہے۔"



محدث کبیر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا محمد اکمل حفظہ اللہ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

”ملی فقہاً وفي رواية كيف ملی علماً“

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۶۱ حدیث ۱۵۴۴۱، مستدرک حاکم ج ۳ ص ۳۴۹، سیر اعلام

النبلاء ج ۳ ص ۲۱۶)

کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ علم کا بھرپور خزانہ ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو خط لکھا جس میں حضرت عبد اللہ بن مسعود

رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا ”وقد أثر تكلم بعبد الله على نفسي وفي رواية منه وتعلموا“

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۴۴ حدیث ۱۵۵۴۲، اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۶۹، سیر اعلام النبلاء

ج ۳ ص ۲۱۶، ۲۱۷)

ترجمہ: اے اہل کوفہ! مجھے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی انتہائی ضرورت ہے۔ لیکن اس کے

باوجود میں تم کو اپنے اوپر ترجیح دے کر ان کو تمہاری طرف بھیج رہا ہوں ان سے علم حاصل کرو۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اللهم انی اشهدک..... اللهم انی اقول فیہ مثل ما قالوا و افضل لقد

قرأ القرآن فاحل حلاله و حرمه حرامه فقیہ فی الدین عالم بالسنة“

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۳۱ حدیث ۵۳۳۱)

**ترجمہ:** اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں ان کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو یہ (دیگر لوگ) کہہ رہے ہیں یا ان سے بڑھ کر کہتا ہوں کہ انہوں نے قرآن کریم پڑھا تو اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام سمجھا، یہ آپ کے دین کی سمجھ رکھنے والے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننے والے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگوں کو فرمایا: ”لا تستلونی ما دام هذا الخبر فیکم“

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۹، سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۲۱۴ باب میراث ابنہ ابنہ مع ابنہ)

کہ جب تک یہ بڑے عالم تمہارے اندر موجود ہیں مجھ سے مت پوچھو۔

**۲ آنحضرت ﷺ کے ساتھ مشابہت:**

حضرت عبدالرحمن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اخلاق و عادات اور عمومی طور طریقہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب کون ہیں؟ ہم ان سے علم سیکھنا چاہتے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فوراً بولے ”طور طریقوں اور عادات و اطوار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رکھتے تھے۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ ان سب کے مقابلے میں ابن ام عبد (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ان سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب ہیں“

(جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۲۱ مناقب ابن مسعود رضی اللہ عنہ، الاصابہ لابن حجر ج ۲ ص ۱۱۲۴)

دوسرے مقام پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

ان اشبه الناس هدياً وسمتاً ودلاً بمحمد صلى الله عليه وسلم عبد الله بن

مسعود (رضی اللہ عنہ)

(مستدرک حاکم ج ۲ ص ۲۴۴)

کہ سیرت، رہنمائی اور قرابت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ  
مشابہت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رکھتے تھے۔

روایت حدیث میں احتیاط: محدث کبیر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث  
بیان کرنے میں بہت محتاط تھے۔ دو واقعات ذکر کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ  
رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرنے میں کتنے محتاط تھے۔

1. ابو عمرو شیبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سال بھر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ  
کی مجلس میں حاضر ہوتا رہا۔ اکثر وہ "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" کہہ کر  
حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ اگر کبھی "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" کہہ  
کر حدیث بیان کرنے لگتے تو ان پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ پھر کہتے اس طرح فرمایا، یا اس کی  
مثل فرمایا، یا اس کے قریب فرمایا۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۲ ص ۲۴)

2. حضرت مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"حدثنا عبد الله يوماً فقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فرعد  
حتى رعدت ثيابه ثم قال نحوذا وشبهها بهذا"

(سير اعلام النبلاء ج ۲ ص ۲۱۴)

کہ ایک دن حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں حدیث بیان کی۔ آپ  
رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک کانپ رہا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے کپڑے بھی آپ رضی اللہ عنہ

کی کپکپاہٹ کی وجہ سے زور زور سے بل رہے تھے۔ حدیث بیان کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مشابہ یا اس کے قریب قریب فرمایا۔

علمی مقام: سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علمی مقام کا اندازہ حضرت مسروق رحمہ اللہ کے اس فرمان سے لگایا جاسکتا ہے

"عن مسروق قال شأمت أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم فوجدت عليهم انتهى الى ستة: علي، وعمر، وعبد الله، وزيد، وأبي الدرداء، وأبي، ثم شأمت الستة فوجدت عليهم انتهى الى علي وعبد الله"

(سیر اعلام النبلاء للذہبی ج ۳ ص ۲۱۴)

ترجمہ: حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سونگھا (یعنی علمی اعتبار سے بغور دیکھا) تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے علم کو ان چھ میں پایا یعنی حضرت علی، حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید، حضرت ابودرداء اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔ پھر ان چھ کو سونگھا تو ان کے علم کو حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما میں پایا۔

تعداد مرویات:

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تقریباً آٹھ سو اڑتالیس (۸۴۸) احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے چونسٹھ (۶۴) احادیث متفق علیہ ہیں۔ اکتالیس (۴۱) میں بخاری اور سنن تیس (۳۵) میں مسلم منفرد ہیں۔

(کاتبین وحی از مولانا ابو الحسن اعظمی ص ۱۱۳)

اتنی بڑی شخصیت کی مسند علمی کے وارث سیدنا امام اعظم فی الفقہاء ابو حنیفہ نعمان بن ثابت التابعی الکوفی رحمہ اللہ بنے اور ان کے علم کو امت تک صرف پہنچایا نہیں بلکہ پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔

**وفات:** علم و عمل کا یہ روشن آفتاب ۳۲ھ میں سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کل عمر تقریباً ۶۰ سال پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۱۹، مستدرک حاکم ج ۴ ص ۱۴۱، الاصابہ ج ۲

ص ۱۱۲۳، شذرات الذهب ج ۱ ص ۶۵)

اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقشہ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## عجیب واقعہ

قاری محمد اسحاق دائرہ دین پناہ

حضرت موسیٰؑ نے پوچھا یا اللہ! میرا جنت میں ساتھی کون ہے؟ تو فرمایا کہ فلاں قصائی تو حضرت موسیٰؑ حیران ہو گئے پھر اس قصائی کو دیکھنے چلے گئے قصائی بازار میں بیٹھا گوشت بیچ رہا تھا، چام ڈھلی اس نے دکان بند کی اور گوشت کا ٹکڑا تھیلے میں ڈالا اور گھر چل دیا موسیٰؑ ابھی ساتھ ہو گئے کہنے لگے بھائی تیرے ساتھ جاؤں گا اس کو پتہ نہیں تھا کہ یہ موسیٰؑ ہیں کہنے لگا کہ آ جاؤ۔ گھر گئے اس نے بوٹیاں بنا کر سالن چڑھایا آنا گوندھا روٹی پکائی، سالن تیار کیا پھر ایک بڑھیا تھی اسے اٹھا کر کندھے کا سہارا دیا باتھ سے لقمے بنا بنا کر اسے کھلائے اس کا منہ صاف کیا اس کو لٹایا وہ کچھ بولی، بڑبڑائی موسیٰؑ نے پوچھا یہ کون ہے؟ اس نے کہا میری ماں ہے، صبح کو اس کی ساری خدمت کر کے جاتا ہوں اور رات کو آکر پہلے اس کی خدمت کرتا ہوں۔ اب اپنے بچوں کو دیکھوں گا۔ موسیٰؑ نے فرمایا یہ کچھ کہہ رہی تھی، کہا ہاں جی روز کہتی ہے عجیب بات ہے میں روز اس کی خدمت کرتا ہوں تو کہتی ہے کہ تجھے موسیٰؑ کا ساتھی بنائے میں قصائی اور موسیٰؑ کی کہاں؟ اللہ اکبر۔

(بکھرے موتی ج ۷ ص ۷۱۶)

تذکرہ اکابر:

## قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

مولانا محمد عبد اللہ معتمد حفظہ اللہ

ولادت و سیادت:

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ 6 ذیقعدہ 1244ھ بمطابق 1869ء بروز پیر چاشت کے وقت اس دنیائے آب و گل میں تشریف لائے۔ آپ رحمہ اللہ کی پیدائش مشہور تاریخی مقام گنگوہ میں حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمہ اللہ کے مزار مبارک سے متصل اپنے آبائی مکان میں ہوئی آپ رحمہ اللہ کے والد ماجد کا نام مولانا ہدایت احمد صاحب رحمہ اللہ ہے۔ آپ رحمہ اللہ اپنے والد ماجد اور والدہ دونوں کی جانب سے شریف النسب، شیخ زادہ انصاری اور ایوبی النسل تھے، سلسلہ نسب حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ میں بچپن ہی سے غیرت و حمیت، اہتمام نماز اور گناہوں سے نفرت جیسی صفات موجود تھیں چنانچہ خود ذکر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بچپن میں ایسا یقین نصیب فرمایا تھا کہ اگر دوران کھیل نماز کا وقت آجاتا تو بلا کسی تاخیر کے کھیل چھوڑ کر نماز کے لئے چلا جاتا تھا اور لوگوں سے کہہ دیتا کہ ہم نے اپنے ماموں صاحب سے سنا ہے کہ تین جمعہ کا چھوڑنے والا منافق لکھا جاتا ہے۔ اندازہ کیجئے کہ جس فرمان رسول سے عموماً لوگ غفلت کا شکار ہوتے ہیں حضرت مولانا رحمہ اللہ صغر سنی میں اس کا کتنا خیال رکھتے تھے۔

تعلیم و تربیت:

آپ رحمہ اللہ نے ابتدائی دینی تعلیم ایک مقامی استاد میاں جی قطب بخش صاحب رحمہ اللہ سے حاصل کی اس کے بعد فارسی کی کتابیں اپنے بڑے بھائی مولانا محمد عنایت احمد

صاحب رحمہ اللہ اور مولانا محمد تقی صاحب رحمہ اللہ سے پڑھیں فارسی کے بعد عربی پڑھنے کا شوق ہو تو آپ رام پور تشریف لے گئے اور وہاں مولانا محمد بخش صاحب رحمہ اللہ سے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ مولانا محمد بخش رحمہ اللہ نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ رحمہ اللہ کو دہلی جانے کا مشورہ دے دیا استاد کے مشورہ کو حکم سمجھتے ہوئے آپ رحمہ اللہ نے 1261 میں دہلی کا سفر کیا چونکہ اس دور میں دہلی علوم و فنون کا مرکز تھا اور مختلف عظیم ہستیاں حلقہ درس لگائے تھیں، لیکن مولانا رحمہ اللہ کی ذہین طبیعت کو کہیں تشفی نہ ہوئی آخر ایک دن آپ رحمہ اللہ مولانا مملوک علی نانوتوی رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں گئے تو وہاں دل لگ گیا اور فیصلہ کر لیا کہ یہیں پڑھوں گا۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ بھی ان دنوں مولانا مملوک علی صاحب رحمہ اللہ کے پاس زیر تعلیم تھے چنانچہ اپنے زمانہ کے شمس و قمر نے ایک جگہ تعلیم حاصل کر کے کتاب و سنت کی ایسی تحریک چلائی کہ پورا برصغیر پاک و ہند علم دین سے جگمگا اٹھایہ دو نوں حضرات پوری جماعت کے ذہین و فطین طلباء میں سے تھے بسا اوقات علمی مسائل میں مناظرہ تک نوبت آجاتی تھی تمام طلباء ان حضرات کی نکتہ سنجیوں سے خوب محظوظ ہوتے تھے اساتذہ ان مناظروں کا فیصلہ کرتے ہوئے فرماتے تھے "رشید احمد حق پر ہے مگر قاسم اپنی تیزی سے ہاتھ نہیں آتا"۔

(تذکرۃ الرشید: ص: 30)

مولانا مملوک علی رحمہ اللہ کے علاوہ آپ رحمہ اللہ نے بعض علوم عقلیہ مولانا مفتی صدر الدین صاحب رحمہ اللہ سے بھی پڑھے اور حدیث شریف کے اسباق قدوۃ العلماء حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ سے پڑھے۔ نانوتوی اور گنگوہی رحمہما اللہ دونوں شاگرد یہاں بھی اپنی ذہانت و ذکاوت کی وجہ سے استاد کی خصوصی عنایات کے مستحق ٹھہرے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی دہلی میں تعلیمی مدت تقریباً چار سال بنتی ہے اس مدت کو ملاحظہ کیا جائے اور پھر آپ

رحمہ اللہ کے علم واستعداد کو دیکھا جائے (جس کا مخالفین بھی اعتراف کرتے تھے) تو بے ساختہ دل سے آواز اٹھتی ہے:

لیس علی اللہ بمستنکر

ان یجمع العالم فی واحد

تدریس:

یوں تو اللہ تعالیٰ نے آپ رحمہ اللہ کو تمام علوم میں مہارت تامہ عطاء فرمائی تھی لیکن حدیث وفقہ سے آپ رحمہ اللہ کو بہت زیادہ شغف تھا اپنے زمانہ میں آپ رحمہ اللہ حدیث اور فقہ کے امام تسلیم کیے جاتے تھے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ کو آپ نے چودہ مرتبہ سے زیادہ پڑھایا تھا تقریباً 49 سال تک درس حدیث دیتے رہے۔ اس دوران تین سو سے زائد طلباء کرام نے آپ رحمہ اللہ سے دورہ حدیث کی تکمیل کی آپ رحمہ اللہ کے درس حدیث میں ایک بڑی اور اہم خوبی یہ تھی کہ مضمون حدیث سن کر اس پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا تھا یہ خاص اثر اس لئے تھا کہ آپ رحمہ اللہ سب سے زیادہ متبع سنت تھے آپ رحمہ اللہ کی تدریس میں محویت کا ایسا عالم ہوتا تھا کہ ہر شریک درس کی یہ خواہش ہوتی کہ سلسلہ درس مزید دراز ہو، اور جب سبق ختم ہوتا تو ہر ایک یہ سمجھتا کہ ابھی تشنگی باقی ہے۔

سلوک و تحصیل معرفت:

خدا طلبی اور معرفت خداوندی کا شوق ازل سے آپ رحمہ اللہ کے قلب مبارک میں اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمایا تھا چنانچہ تحصیل علم کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد اب مرشد کامل کی تلاش ہوئی اور یہی جستجو آپ رحمہ اللہ کو تھانہ بھون لے آئی اور وہاں پر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کلمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت ہوئے بیعت کے چند ہی دنوں بعد حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے آپ رحمہ اللہ کو خلافت دیتے ہوئے فرمایا "میاں مولوی رشید احمد جو نعمت اللہ تعالیٰ نے



مجھے دی ہے وہ میں نے تجھے دے دی آئندہ اس کو بڑھانا تیرا کام ہے "اس خدائی نعمت کو (جس کے لیے درد کی خاک چھاننا پڑتی ہے) پا کر جب آپ رحمہ اللہ واپس گنگوہ تشریف لائے تو حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمہ اللہ کی خانقاہ جو تین سو سال سے ویران اور خراب و خستہ پڑی تھی کو مرمت کر کے آباد کیا اور وہیں پر ذکر و فکر الہی میں مشغول ہو گئے ہر وقت استغراق، محویت اور تفکر کے عالم میں رہتے

اکثر تمام شب روتے روتے گزر جاتی، والدہ ماجدہ نے آپ رحمہ اللہ کے لیے نیلے رنگ کی ایک چادر بنائی تھی کہ رات کو مسجد آتے جاتے خنکی سے محفوظ رکھے۔ مولانا کے گریہ وزاری اور آنسوؤں کی کثرت کی وجہ سے اس کا رنگ کئی جگہ سے متغیر ہو گیا تھا۔

آپ رحمہ اللہ رات کے آخری پہر میں اس انداز اور جذب و کیفیت سے ذکر جہر فرماتے کہ ایسا معلوم ہوتا کہ ساری مسجد کانپ رہی ہے۔ خود پر جو حالت گزرتی ہوگی اس کی کسی کو کیا خبر۔

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیئے لاکھوں  
اس قلب میں یا اللہ! کیا آگ بھری ہوگی

## تواضع و انکساری:

باوجود فضل و کمال کے آپ رحمہ اللہ نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھے آپ رحمہ اللہ اپنے کو کبھی بھی کسی دوسرے پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ رحمہ اللہ نے دوران درس ایسی بلیغ تقریر فرمائی کہ طلبہ جھوم اٹھے اور آپ رحمہ اللہ کے سامنے ہی آپ رحمہ اللہ کی تعریف کرنے لگے تو آپ رحمہ اللہ رو پڑے اور بے ساختہ قسم کھا کر فرمایا "میں اپنے کو تم میں سے کسی کے برابر بھی نہیں سمجھتا چہ جائیکہ زیادہ سمجھوں"

آپ رحمہ اللہ کو قسم کھانے کی مطلق عادت نہ تھی لیکن اس موقع پر بلا اختیار آپ رحمہ اللہ سے قسمیہ الفاظ صادر ہو گئے۔

ایک دفعہ درس حدیث کے دوران بارش شروع ہو گئی، طلبہ نے بارش سے بچانے کی غرض سے جلدی جلدی کتابیں اور تپائیاں اٹھائیں اور چل دیئے اچانک طلبہ نے دیکھا کہ حضرت مولانا رحمہ اللہ اپنے کندھے کی چادر میں طلبہ کی جوتیاں ڈالی ہوئی ہیں اور اٹھائے چلے آ رہے ہیں طلبہ بہت زیادہ نادم و حیرت زدہ ہوئے تو فرمایا "اس میں کون سی بری بات ہے تمہاری خدمت کرنا تو میری نجات کا باعث ہے طلباء دین کے لیے تو مچھلیاں سمندر میں، چیونٹیاں بلوں میں دعا کرتی ہیں اور فرشتے تمہارے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں اور تم تو مہمانان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو"

جب 1857ء کا ہولناک حادثہ ختم ہوا تو حکومت برطانیہ نے ہر اس آدمی کو تختہ دار پر لٹکا دیا جس کے متعلق ذرا سا بھی شبہ ہوا کہ یہ تحریک آزادی سے متعلق ہے چنانچہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی، مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہم اللہ کے نام گرفتاری کے وارنٹ جاری کیے گئے۔ حضرت صاحب رحمہ اللہ تو مکہ مکرمہ ہجرت فرما گئے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا گنگوہی رحمہما اللہ روپوش ہو گئے لیکن منجر کی خبر رسائی سے آپ رحمہ اللہ کو گرفتار کیا گیا اور سہارنپور کی کال کوٹھڑی میں رکھا گیا۔ تین چار دن کال کوٹھڑی میں بند رہے تحقیقات اور پیشی پر پیشی ہوتی رہی آخر عدالتی فیصلے کے تحت آپ رحمہ اللہ کو مظفر نگر جیل بھیج دیا گیا۔

وہاں پر آپ رحمہ اللہ تقریباً چھ ماہ رہے اس عرصہ میں آپ رحمہ اللہ کے عزم و استقلال، بلند ہمتی اور حق گوئی میں کچھ فرق نہ آیا۔ بالآخر جب حکومت کو کوئی ثبوت آپ کے متعلق نہیں ملا تو آپ رحمہ اللہ کو باعزت رہا کر دیا گیا۔

### تصانیف:

مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کو تصنیف و تالیف سے کچھ زیادہ شغف نہ تھا البتہ مسائل شرعیہ اور خالصتاً مختلف فیہ مسائل میں رفع تضاد کے لیے کچھ نہ کچھ لکھ دیتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ کی مشہور تصانیف یہ ہیں۔

- رد الطغیان فی اوقاف القرآن-----قرآن مجید کے اوقاف کو بدعت ثابت کرنے والوں کا جواب
- ہدایۃ الشیعہ-----ایک شیعہ عالم ہادی علی لکھنوی کے اعتراضات کے جوابات
- زبدۃ المناسک-----حج کے مناسک سے متعلق ایک عام فہم رسالہ
- قطوف دانیہ-----محلہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ کی کراہت کا فقہ سے ثبوت
- ہدایۃ المعتدی-----قراءة فاتحہ خلف الامام کے جوابات
- سبیل الرشاد-----رد عدم تقلید
- رسالہ تراویح-----بیس رکعات تراویح کا احادیث سے ثبوت
- لطائف رشیدیہ-----آیات قرآنی کے نکات وغیرہ
- تصفیۃ القلوب-----حضرت حاجی صاحب کی تصنیف "ضیاء القلوب" کا اردو ترجمہ

### وفات حسرت آیات:

جمادی الاولیٰ 1322ھ کو آپ رحمہ اللہ تہجد کی نماز میں مشغول تھے کہ آپ کے پاؤں کی دو انگلیوں کے درمیان کسی جانور نے کاٹا۔ آپ نے معمولی زخم سمجھ کر توجہ نہ دی آخر یہی زخم وفات کا سبب بنا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

## کتاب الخراج

مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ

کتاب الخراج دراصل اس رسالہ (خط) کا نام ہے جو امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رحمہ اللہ (م 162ھ) نے حکومتی مالیات کے متعلق عباسی خلیفہ ہارون الرشید (م 193ھ) کو لکھا تھا اس میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے حکومت کے ذرائع آمد اور اس کے مصارف پر کتاب و سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ جات کی روشنی میں مفصل بحث کی ہے۔

سب سے پہلے آپ رحمہ اللہ نے اپنے دعویٰ کی تائید میں چند احادیث ذکر کی ہیں پھر ان سے علتوں کا استنباط کیا ہے اس کے بعد اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ذکر کر کے مناسبات حکم (افعال کا مبنی و مدار) معلوم کرتے ہیں اور ان علتوں پر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے کے خلاف مسائل کی بنیاد رکھتے ہیں مثلاً بعض اوقات ایک مسئلہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کے خلاف فرض کے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کی شکل دیتے ہیں اور پھر ان کی جانب سے تسلی بخش دفاعی جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک فرضی اعتراض اور اس کے جواب کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ آپ رحمہ اللہ اہل خراج سے زمین کی مختلف قسم کی پیداوار، کھجور اور انگور پر مقاسمت (بٹائی) کا فتویٰ کیوں دیتے ہیں؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زراعتی زمین اور باغات پر جو ٹیکس مقرر کیے تھے ان کے مطابق آپ رحمہ اللہ عمل کیوں نہیں کرتے؟

قاضی القضاۃ امام یوسف رحمہ اللہ اس سوال کا مسکت، مدلل اور وزن دار جواب دیتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ اس وقت کے حالات کے مطابق تھا آپ رضی اللہ عنہ نے خراج عائد کرتے وقت یہ نہیں فرمایا تھا کہ اہل خراج کے لیے یہ خراج حتمی اور دائمی ہے اور مجھے اور میرے بعد کے خلفاء کے لیے اس میں کمی بیشی کا کوئی اختیار نہیں یہی وجہ ہے کہ جب سر زمین عراق سے حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما ان کے عائد کردہ ٹیکس سے زیادہ آمدنی لے کر حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے باز پرس کرتے ہوئے فرمایا:

"شاید تم نے اس زمین پر اتنا خراج مقرر کیا ہے جو اس کی پیداوار زائد ہے؟"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ عامل اعتراف کر لیتے کہ واقعی وہ زمین خراج کی اتنی بھاری رقم برداشت نہیں کر سکتی تو آپ رضی اللہ عنہ ضرور اسے کم کر دیتے۔ کیوں کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کا عائد کردہ ٹیکس قطعی اور حتمی ہوتا اور اس میں کمی بیشی کا امکان نہ ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ ہر گز ان سے یہ دریافت نہ فرماتے کہ تم نے (کہیں) زمین پر اس کی پیداوار سے زیادہ بوجھ تو نہیں ڈالا؟

علاوہ ازیں خراج کی کمی بیشی کے جواز کی بڑی واضح دلیل حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا وہ جواب ہے جو انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ "میں نے زمین پر اتنا ہی بوجھ ڈالا ہے جس کی وہ متحمل ہو سکتی ہے بلکہ اس کے بعد بھی کافی بچت ہو جاتی ہے"

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دست راست اور شاگرد جلیل قاضی امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں بہت سے مسائل میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اپنا اختلاف بھی ذکر کرتے ہیں جس سے فقہاء کرام نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جن مسائل میں آپ رحمہ اللہ نے اپنے

استاد اور شیخ امام اعظم رحمہ اللہ سے اختلاف کا ذکر نہیں کیا ان میں ضرور دونوں حضرات متفق ہیں اور جن مسائل کو بلا اختلاف ذکر کیا وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے افکار و آراء ہیں۔

تاہم امام ابو یوسف رحمہ اللہ جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے بیان کرتے ہیں تو اسے دلیل و برہان سے آراستہ کرتے ہوئے قیاس و استحسان کی وجہ بھی ذکر کرتے ہیں اور علمی امانت کا حق ادا کرنے کی غرض سے اپنی دلیل کے بجائے اپنے استاد کے استدلال کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں اس کی نظیر حسب ذیل مسئلہ میں ہی ملاحظہ کر لیجیے۔

وہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بے آباد زمین کو آباد کرنا چاہے تو اس کے لیے حاکم وقت کی اجازت ضروری ہے یا نہیں؟ امام ابو یوسف رحمہ اللہ حاکم وقت کی اجازت ضروری نہیں سمجھتے کیوں کہ آباد کرنے کی وجہ سے آباد کار اس زمین کا مالک بن جائے گا مگر امام اعظم رحمہ اللہ حاکم وقت کی اجازت لازم قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ دونوں نظریات اور ان کے دلائل سے متعلق امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے جو کچھ سپرد قلم کیا ہے وہ لائق توجہ اور غور طلب ہے۔

موصوف لکھتے ہیں: حدیث مبارکہ:

"من احیا ارضاً میتةً فھی له"

(المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث 601)

(جس نے بنجر زمین کو آباد کیا وہ اس کی ملکیت ہوگی) کے بارے میں امام اعظم رحمہ اللہ یہ فرماتے ہیں کہ بنجر زمین آباد کار کی ملکیت تب ہوگی جب حاکم وقت کی اجازت کے ساتھ آباد کی جائے اگر کوئی آدمی بلا اجازت آباد کرے گا تو وہ اس کا مالک متصور نہ ہو گا حاکم وقت کو اختیار حاصل ہو گا چاہے تو وہ زمین بحق سرکار ضبط کر لے اور چاہے تو اسے بطور جاگیر بخش دے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے ضرور کسی دلیل کے پیش نظر یہ مسئلہ اختیار کیا ہو گا امید ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے امام صاحب رحمہ اللہ سے ان کی حجت سنی ہو گی اس سے ہمیں آگاہ فرمائیں جو اب امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا۔

امام اعظم رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ آبادی حاکم وقت کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں اس لیے اجازت حاکم ضروری ہے مثلاً دو شخص ایک خاص جگہ کو آباد کرنا چاہتے ہیں اور ہر ایک ان میں سے دوسرے کے حق میں رکاوٹ ہے۔ ایک کہتا ہے میں آباد کروں گا دوسرا کہتا ہے میں آباد کروں گا تو آپ بتائیے کس کو حق دار قرار دیں گے؟

اسی طرح ایسی بنجر زمین کو کوئی آدمی آباد کرنا چاہے جو کسی کے صحن میں واقع ہو اور صاحب مکان اس بات کو تسلیم کر تا ہو کہ اس زمین پر اسے کوئی حق حاصل نہیں مگر اس کے باوجود وہ بضد ہو کہ "میں کسی کو یہ زمین آباد نہ کرنے دوں گا کیوں کہ اس سے مجھے ضرر اور تکلیف لاحق ہو گی اب بتائیے کہ فیصلہ کس کے حق میں ہو گا؟

تو ایسے مواقع پر امام اعظم رحمہ اللہ نے اجازت حاکم کو شرط قرار دیا ہے کہ وہ جو فیصلہ صادر کرے گا وہ نافذ العمل ہو گا آباد کار کے حق میں اس کا اجازت نامہ بھی معتبر ہو گا اور آباد کاری سے منع کرنا بھی درست ہو گا۔

امام اعظم رحمہ اللہ کا یہ قول معاشرے میں امن سلامتی کی فضا پیدا کرنے اور نزاع و فساد کے خاتمے پر مبنی ہے کسی بھی طرح حدیث کے خلاف نہیں۔ حدیث کے خلاف اس وقت ہو تا جب امام اعظم رحمہ اللہ یہ کہتے کہ حاکم وقت کی اجازت کے باوجود بھی وہ زمین آباد کار کی ملکیت شمار نہ ہو گی حالانکہ اذن حاکم سے آباد شدہ زمین کو امام صاحب رحمہ اللہ آباد کار کی ملکیت تسلیم کرتے ہیں۔ لہذا یہ بات واضح ہوئی کہ امام اعظم رحمہ اللہ کا یہ قول حدیث کے موافق ہے مخالف نہیں۔

مگر میری (امام ابو یوسف رحمہ اللہ) کی رائے یہ ہے کہ جب باہمی ضرر و نزاع کا اندیشہ نہ ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالی شان

"من احيا ارضا ميته فھي له"

عام اجازت پر محمول ہو گا یعنی حاکم وقت کی اجازت آباد کاری کے لیے شرط نہ ہوگی۔

مگر جب لڑائی اور نقصان کا خطرہ ہو تو اس حدیث مبارکہ

"ولیس لعرق ظالم حق"

(المعجم الاوسط للطبرانی حدیث 601)

(ظالم شخص کا اس پر کوئی حق نہیں ہے) کے مطابق فتویٰ ہو گا۔ لہذا اس صورت میں آباد کار کی ملکیت ثابت نہ ہوگی۔

غرضیکہ اسی طرح جہاں بھی امام ابو یوسف رحمہ اللہ اپنے استاذ محترم کا اختلاف ذکر کرتے ہیں وہاں اگر وہ مقام محتاج تفصیل ہو تو اس کے دلائل بھی تفصیلاً بیان کرتے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا مسئلہ میں انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ میرے شیخ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حدیث کی مخالفت نہیں کی بلکہ اس کے عموم کی تخصیص کی ہے یا مطلق کو مقید کر دیا ہے۔ اور جہاں تفصیل کی ضرورت نہ ہو تو وہاں اجمال پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔

الغرض حقیقت یہ ہے کہ اختلاف کا ذکر کرنے میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا طرز بیان ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ آخر میں یہ بات واضح رہے کہ کتاب الخراج خالص امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی آراء پر مشتمل ہے اس میں دوسرے فقہاء کرام کے اقوال نہیں ہیں اور انصاف یہ ہے کہ کتاب الخراج اپنے موضوع پر ایک ایسا بے مثال فقہی سرمایہ ہے جس کی اس دور میں مثال نہیں ملتی۔



## اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی شفقت

ضبط و ترتیب: مولانا محمد عبداللہ۔ مری

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات بعد نماز مغرب مجلس ذکر ہوتی ہے۔ پیر طریقت، متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھسن صاحب دامت فیوضہم وعظ فرماتے ہیں، جس میں حضرت الشیخ زید مجدہم کے مریدین و متعلقین کثیر تعداد میں شرکت کرتے ہیں۔ 6 جنوری 2012ء کو حضرت کا وعظ افادہ عام کی غرض سے شائع کیا جا رہا ہے۔

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:

"دنیا میں انسان اللہ کی عبادت کے لیے آیا ہے۔ عبادت کا معنی احکام خداوندی کو مان لینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام دو قسم کے ہیں۔

1: اوامر، 2: نواہی

اوامر: وہ کام جن کا اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور نواہی: وہ کام جن سے اللہ نے منع کیا ہے جس کو قرآن کریم نے مختصر آیوں بیان کیا۔

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا"

جو حکم پیغمبر کے وہ کرلو، جس منع کرے اس سے رک جاؤ، اور یہ بات پکی ہے کہ جتنا ہم اپنی ذات کے ساتھ مخلص نہیں ہیں جتنا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ساتھ مخلص تھے۔ جتنی امت کے جنت میں جانے کی فکر اور کڑہن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی اتنی ہم کو خود بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی قدر کی توفیق عطاء فرمائے۔

اس مضمون کو قرآن یوں سمجھتا ہے:

"لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ  
بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ"

"رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ" سے یہ بات سمجھ آئی کہ وہ بشر تھے اور اگر وہ بشر نہ ہوتے تو ہمارے دکھ درد کا احساس کیسے کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو بشر بنا کر بھیجا تا کہ وہ ہمارے دکھ درد سمجھ سکیں۔

"عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ" کہ جس کام میں تمہیں تکلیف ہو وہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑاں گراں گزرتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ علامہ دمیری کی حیوۃ الیوان میں ایک واقعہ پڑھا۔ کہ ایک بزرگ تھے، جب ان کوئی تکلیف ہوتی تو وہ جن الفاظ میں دعا مانگتے وہ بڑے قابل غور ہیں "اے اللہ ہماری تکلیف سے سے نبی علیہ السلام کو تکلیف ہوتی ہے اور مومن کی تکلیف سے شیطان خوش ہوتا ہے اور مومن کو خوشی ہو تو نبی علیہ السلام خوش ہوتے ہیں اور شیطان پریشان ہوتا ہے۔ وہ دعا کرتے "اے اللہ میرے دکھ کو دور کر کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روضہ اطہر میں خوش کر دے اور شیطان کو پریشان کر دے" یہ کتنا بڑا واسطہ ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔

ہمارے شیخ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ اگر محلے کا بچہ تفریح کے وقت آپ کے گھر آکر لڈو مانگے تو شاید آپ نہ دیں اور اگر وہ تفریح کے وقت آپ کے بیٹے کے ساتھ آجائے اور آپ اپنے بیٹے کو لڈو دیں اور اس کو نہ دیں تو آپ کا بیٹا کہے گا ابو جان میرا کلاس فیلو ہے اس کو بھی لڈو دو تو آپ کا دل نہ بھی مانے تب بھی اپنے بیٹے کی خوشی میں اس کو لڈو دیں گے۔ وہ لوگ بھی اس طرح دعا کرتے ہیں کہ میرے دکھ کو دور کر کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کر دے اور اللہ تعالیٰ نے بات سمجھا دی ہے "

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ "

کہ میرا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر ایمان والوں کے ساتھ بہت رحیم ہے۔ خاص طور پر مومنین کا لفظ اس لیے ذکر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ساتھ بھی رحم و شفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔ مجھے لفظ رحمت پر ایک واقعہ یاد آیا۔

حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیطان نے علامہ شبلی رحمہ اللہ کو جو کہ تصوف میں مشہور ہیں کو ایک وسوسہ دیا کہ قرآن کریم میں ہے "وسعت رحمتی کل شئی" کہ اللہ کی رحمت ہر چیز سے وسیع ہے تو شیطان بھی تو ایک چیز ہے تو معلوم ہوا کہ وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ کیونکہ اس پر بھی اللہ کی رحمت ہوتی ہے، جہنم میں تو وہ جائے گا جس پر اللہ کی رحمت نہ ہو۔

حضرت شبلی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ میں بغیر دلیل کے اس بات کو مانتا ہوں کہ اس کا جواب نہیں دیتا۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر مجھ سے پوچھا جاتا تو میں دلیل بھی دیتا۔

وہ یہ کہ ایک آدمی جو 100 جو توں کا مستحق ہو تو اگر اس کو 80 یا 90 جوتے مارے جائیں اور باقی معاف کیے جائیں تو یہ بھی ایک قسم کی رحمت ہوئی۔ تو جو عذاب اللہ تعالیٰ شیطان کو دیں گے شاید وہ اس سے بھی زیادہ کا مستحق ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو کم عذاب دیا۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے علوم بڑے عجیب ہیں، حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ "فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ" کی تفسیر میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فاذْكُرُونِي بِالْاِطَاعَةِ اذْكُرْكُمْ بِالْعِنَايَةِ" کہ تم میری اطاعت کرتے رہو اور میں تمہارے اوپر عنایت کے دریا بہا دوں گا۔

بندہ کا یاد کرنا اس کی حیثیت کے مطابق ہے اور اللہ کا یاد کرنا اس کی اپنی شان کے مطابق ہے۔ تو بات چل رہی تھی اوامر و نواہی کی، آدمی اوامر پر عمل اور نواہی سے اس وقت بچ سکتا ہے جب اس میں دو چیزوں ہوں۔

1: اللہ کی محبت 2: اللہ کا خوف

جب اللہ کی محبت ہوگی تو بہت سے گناہ اس کی محبت کی وجہ سے چھوڑ دے گا۔ اور جب اللہ کا خوف ہوگا تو بہت سے گناہ اللہ کے خوف کی وجہ سے چھوڑ دے گا۔

اللہ کے خوف اور دنیا کے خوف میں فرق ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک خوف ہوتا ہے کسی ڈاکو اور درندے سے اور ایک خوف ہوتا ہے والد اور استاد سے، تو اللہ کا خوف اللہ کی عظمت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اللہ کا خوف بھی مانگا ہے اور محبت بھی مانگی ہے۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے

"اللهم انى اسئلك حبك وحب من يحبك وحب عمل يبلغنى حبك"

(جامع ترمذی ج 2 ص 187 قدیمی)

ترجمہ:

اے اللہ اپنی محبت دے اپنے محبوب بندوں کی محبت دے اور ان اعمال کی محبت دے جو تیری محبت تک پہنچادیں۔ حضرت حکیم اختر دامت برکاتہم نے سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے واسطے سے یہ بات ذکر کی ہے یہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ سے اس کی اپنی محبت اور عمل صالحہ کی محبت مانگی جائے مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ

"وحب من يحبك"

کیوں فرمایا۔ تو اصل یہ ہے کہ

"اللهم انى اسئلك حبك"

مقصود یہی ہے اور یہ ملے گی کیسے۔ تو ملے گی ان اعمال سے جو محبت الہی کی طرف لے جائیں اور وہ اعمال کہاں سے ملتے ہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں سے ملتے ہیں۔ ان کی مجالس میں ملتے ہیں۔ اس لیے اکابرین یہ فرماتے ہیں کہ اپنے بزرگوں کی مجالس میں بیٹھ کر ان سے فیض حاصل کیا کریں۔ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک واقعہ لکھا ہے جو کہ تفاسیر میں بھی ہے

"اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب"

(سورہ شوریٰ آیت 13)

کے ذیل میں موجود ہے۔ کہ "حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام سے قبل ہندہ کے کہنے پر اپنی آزادی کی خاطر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کی طرف اسلام کی دعوت کے لیے قاصد بھیجا تو حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے کہا

"کیف تدعوننی الی دینک"

آپ کا دین تو بہت سخت ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ جس بندے نے قتل کیا، زنا کیا اور شراب پی تو اس کو عذاب ہو گا اور میں نے تو یہ سب کچھ کیا ہے۔

پھر میں کس طرح اسلام قبول کروں۔ قاصد نے واپس آ کر پیغام پہنچایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی

"إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۖ أَلَيْهَ"

تو حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا کہ یہ بھی مشکل ہے تو پھر قاصد نے واپس آ کر نبی علیہ السلام کو بتایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی

"إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ"

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو جب اس کا علم ہو تو کہا کہ "ورانی قلبی شبہۃ" کہ میرے میں اب بھی ایک شبہ ہے مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ اللہ نے مجھے معاف کر دیا وہ چاہے تو مغفرت کرے اور چاہے تو نہ کرے، پھر قاصد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

یہ آیت سن کر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے کہا، اشہدان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ رسولہ"

(روح المعانی ج 13 ص 15)

تو جب اللہ کی رحمت متوجہ ہو تو بندہ کو یوں اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ادا پر چلنے اور نواہی سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

## محمود غزنوی اور ایک ہندو لڑکا

مولانا زاہد اللہ حقانی

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ہمارے حضرات سے جب تک کوئی ملتا نہیں جہی تک وحشت ہے مگر اختلاط کے بعد پھر اپنی وحشت پر تعجب ہوتا ہے جیسے محمود غزنوی رحمہ اللہ کی حکایت ہے جب وہ ہندوستان پر آئے، چند ہندو لڑکوں کو گرفتار کر کے لے گئے۔ ان میں سے ایک لڑکے میں آثار لیاقت کے پا کر اس کو ایک بڑا عہدہ دیا۔ اس وقت وہ لڑکا رویا۔ محمود غزنوی رحمہ اللہ نے پوچھا کہ یہ رونے کا وقت ہے؟ لڑکے نے کہا کہ میں غم سے نہیں روتا بلکہ مجھ کو میری ماں کی ایک بات یاد آگئی، وہ یہ کہ جب آپ بار بار ہندوستان پر آتے تھے تو بچوں کو یہ کہہ کر ڈرایا جاتا تھا کہ تجھے محمود کو دے دیں گے۔ ہم یہ سن کر ڈر جاتے اور سہم جاتے کہ یا اللہ محمود کیسا ہو گا! اگر آج میرے پاس ماں ہوتی تو اس کو دکھاتا کہ دیکھ یہ ہے محمود۔ (ملفوظات حکیم الامت ج 2 ص 280)

## مجلس کے آداب

مولانا محمد ابو بکر اوکاڑوی حفظہ اللہ

عَنِ ابْنِ حُمْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَقِفُ أَحَدُكُمْ  
أَحَاكُمَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ،

(جامع الترمذی رقم: 2749)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے۔

تشریح: ذخیرہ احادیث میں بکثرت آداب مجلس کا ذکر ملتا ہے چند ایک کو قلم بند کیا جاتا ہے۔

1: اگر کوئی شخص کسی کام کے لیے جائے اور پھر واپس آئے تو وہ اپنے بیٹھنے کی جگہ کا زیادہ  
حقدار ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "آدمی اگر [اپنی جگہ سے اٹھ کر] کسی کام  
سے جائے اور پھر واپس آئے تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔

(جامع الترمذی رقم: 2751)

2: جب مجلس میں دو آدمی بیٹھے ہوں تو ان سے اجازت لیے بغیر مجلس میں بیٹھنا مکروہ  
ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(جامع ترمذی رقم: 2752)

3: مجلس میں سمٹ کر بیٹھنا چاہیے تاکہ دوسرے ساتھیوں کو بھی جگہ مل جائے۔ آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی مجلس میں آئے اور اس کے لیے جگہ چھوڑ دی  
جائے اور وہ خوش ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لے لیتے ہیں کہ کل قیامت کے دن ان تمام  
شرکاء مجلس کو راضی کریں گے۔ (کنز العمال رقم: 25490)

## اخبار مرکز

مولانا بشیر احمد قاسمی

4 جنوری 2012ء.....

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کی مجلس علمیہ کا اجلاس ہوا، جس میں متخصصین کے اسباق کا جائزہ لیا گیا، نیز آئندہ کے لیے یہ لائحہ عمل طے کیا گیا کہ اس ماہ میں جو اسباق پڑھائے جائیں ان کی پختگی کے لیے طلبہ میں مناظرہ کی مشق کا اہتمام بھی ضرور کیا جائے۔ اسٹیج کی زبان میں دلائل و موقف کو عوام کے سامنے بیان کرنے کے لیے ہر جمعرات خطاب کی مشق جو شروع سال سے باضابطہ ہو رہی ہے، کو مزید نکھارنے کے لیے تجاویز بھی پیش کی گئیں۔

5 جنوری 2012ء.....

جناب ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب مدظلہ (لاہور) خلیفہ مجاز عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں تشریف لائے۔ بعد نماز مغرب طلبہ و عوام الناس کو قیمتی نصائح فرمائیں۔

6 جنوری 2012ء.....

حضرت مولانا مفتی محمد عمران مدظلہ (فیصل آباد) مرکز میں تشریف لائے اور متخصصین کو خطاب فرمایا جس میں علم فقہ، فقہاء کرام اور اجتہاد سے متعلق قیمتی معلومات فراہم کیں۔

8 جنوری 2012ء.....

"مقام فقہ سیمینار" فور سیزن ہوٹل لاہور میں منعقد ہوا جس میں خصوصی خطاب علامہ خالد محمود ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر، متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ



اللہ نے فرمایا اسلامی نظام حیات میں فقہ و فقہاء کی اساسی ضرورت پر مدلل گفتگو فرمائی۔  
تفصیلات اسی شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

13 تا 16 جنوری 2012ء.....

متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے دورہ خیبر پختونخواہ کیا، جس میں مختلف مدارس اور عوامی اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ خیبر پختونخواہ کے جید علماء و مشائخ سے ملاقاتیں بھی کیں جنہوں نے متکلم اسلام کے شانہ بشانہ کام کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ چار دن کا یہ مختصر لیکن مسکلی حوالے سے انتہائی اہم دورہ تھا۔

21، 22 جنوری 2012ء.....

اسلام آباد، لاہور اور فیصل آباد میں منعقدہ "امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سیمینارز" کی بھرپور کامیابی کے بعد حافظ آباد اور گوجرانوالہ میں اسی عنوان "امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سیمینار" سے دو عظیم الشان سیمینارز منعقد ہوئے، جن کی تفصیلات آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

24 جنوری 2012ء.....

متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے قائد جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے اسلام آباد میں ملاقات کی۔ قائد جمعیت نے متکلم اسلام کی انتھک کوششوں کو سراہا اور علماء دیوبند کی ترجمانی کی پر خلوص محنت پر داد دی۔

27 جنوری 2012ء.....

متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی صاحبزادی کا نکاح مسنونہ بعد نماز جمعہ ہوا اور عصر سے قبل رخصتی ہوئی۔ اس تقریب کی واضح خصوصیت "سادگی" تھی۔ نیک تمناؤں اور دعاؤں کے ساتھ بچی کو رخصت کیا گیا۔

# مکتبہ ام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کا پیغام



زیر تعمیر

زیر سرپرستی  
مکتبہ ام مولانا محمد الیاس گھمن  
سرپرست: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

## مرکز اصلاح النساء (لیٹات)

درج ذیل شعبہ جات کو قیام عمل میں لایا جا رہا ہے

- ✓ شعبہ ناظرہ قرآن کریم ✓ شعبہ تحفیظ القرآن ✓ شعبہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ
- ✓ شعبہ کتب (3 سالہ نصاب) ✓ شعبہ ویکشنل ٹریننگ (سلائی کڑھائی) اور دیگر مفید کورسز

نوٹ: تعمیراتی کام جاری ہے ——— تخمینہ لاگت: 60 لاکھ

آپ سے التماس ہے کہ دین کی اس عظیم خدمت میں دل کھول کر تعاون کریں

بینک اکاؤنٹ: بنام محمد الیاس 140103600000900 میزبان بینک کالج روڈ سرگودھا  
برائے رابطہ: 0346-7357394 — مرکز اصلاح النساء 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

پمکبثہ اهل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کی جانب

عائتی بکچ

محمد الیاس گھمن

حفظہ اللہ

سفیر احناف مکملہ امام مولانا

کل قیمت  
1850

کی درج ذیل علمی تحقیقی کتب منظر عام پر آچکی ہیں

رعائتی قیمت  
900

**نماز اہل السنۃ والجماعۃ:** احناف کے طریقہ ادائیگی نماز پر محرثانہ کلام

**فرقہ بریلویت (پاک و ہند) کا تحقیقی جائزہ:** فرقہ بریلویت کے عقائد اور مسائل پر محققانہ نظر

**فرقہ اہلحدیث (پاک و ہند) کا تحقیقی جائزہ:** غیر مقلدین کے عقائد اور مسائل پر محققانہ نظر

**صراط مستقیم کورس (نہیں، بات):** گرمیوں کی تعطیلات میں اپنے علاقے میں صراط مستقیم کورس

منعقد کرائیں سکول کالج اور یونیورسٹیز کے طلباء اور طالبات کے لیے **اقربانی کے فضائل و مسائل**

**عقائد اہل السنۃ والجماعۃ:** علمائے اہل السنۃ والجماعۃ کی مصدقہ دستاویز

**خطبات گھمن (جلد اول):** مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کا نمائندہ خطیب بننے کے شائقین کے لیے انمول

تحفہ، خطبات جمعہ، جلسہ ہائے عام اور بزم ادب میں تقریر کی تیار کے لیے علمی نکات کا مجموعہ

**فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ:** شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ

کی مقبول عام کتاب فضائل اعمال پر چند لاندہب لوگوں کے اعتراضات کا علمی محاسبہ

**اصول مناظرہ:** اس کتابچے سے مناظرین کو علم مناظرہ کے بنیادی اصولوں سے آگہی ہوگی

**شہید کربلا اور ماہ محرم فضائل و مسائل** نوٹ: ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا

اطلاع خاص» سالانہ اجتماع 2012

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کا سالانہ اجتماع مورخہ یکم مارچ 2012 کو منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مبلغین، متخصصین جماعت کی عاملہ اور شوریٰ کے اراکین کی شرکت لازمی قرار دی گئی ہے

برائے رابطہ: 0346-7357394